"پریشانیوں کا بہترین علاج"

توکل

(اللہ پر بھروسا)

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ
(دعوت اسلامی)

”پریشانیوں کا بہترین علاج“

توکُّل

(اللہ پر بھروسا)

مؤلف

ابورجب محمد آصف عطّاری مَدَنی

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اِصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّ حِیْم ط

نام کتاب : توکل (اللہ پر بھروسا)

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اِصلاحی کتب)

پہلی بار : شوال المکرّم ۱۴۴۱ھ، جون 2020ء تعداد: 3000 (تین ہزار)

ناشِر : مکتبۃُ المَدِینہ کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۷ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۷ھ حوالہ: 239

الحمد للّٰہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

"توکل"

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلسِ تفتیشِ کتب ورسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب ورسائل (دعوتِ اسلامی)

08 - 09 - 2016

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ہاتھ کی سُوجن جاتی رہی

سَعَادَةُ الدَّارَیْن میں ہے: ایک بُزُرگ عبدالرحیم رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حمام (Bathroom) میں گر گیا جس کی وجہ سے میرے ہاتھ میں درد (Pain) ہونے لگا اور وہ سُوج گیا، میں رات کو اسی تکلیف میں مبتلا تھا کہ خَواب میں نبی پاک صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی۔ فرمایا: ''بیٹا! تمہارے دُرُود نے مجھے متوجّہ کردیا۔'' جب میں صُبح اُٹھا تو رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بَرَکت سے دَرد اور سُوجن (Swelling) ختم ہوچکے تھے۔ (سعادة الدارین، الباب الرابع، ص ١٤٠)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

(حکایت: 1) مجھے اپنے آقا پر بھروسا ہے

خلیفہ ہارون رشید کے دورِ خلافت میں لوگ شدید قحط (یعنی کھانے پینے کی اشیاء کی کمی (Famine)) کا شکار ہوئے تو خلیفہ نے لوگوں کو بارگاہِ خداوندی میں رونے، دعا کرنے اور لَہْو ولَعِب (یعنی گانے بجانے وغیرہ) کے آلات کو توڑنے کا حکم دیا۔ اسی زمانے میں لوگوں نے ایک غلام کو دیکھا جو بڑا خوش اور مطمئن دکھائی دے رہا تھا۔ اسے خلیفہ ہارون رشید کی خدمت میں پیش کردیا گیا۔ خلیفہ نے اس سے خوشی واِطمینان کا سبب پوچھا تو کہنے لگا: میرے آقا کے پاس گندم کی بہت بڑی مقدار موجود ہے اور مجھے اپنے آقا پر بھروسا ہے کہ وہ

www.dawateislami.net

مجھے اس میں سے کھلائے گا، اسلئے مجھے قحط سالی کی فکر نہیں۔ غلام کی یہ بات سن کر خلیفہ نے کہا: جب یہ غلام اپنے جیسے ایک انسان پر بھروسا کر کے مطمئن ہے تو پھر ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ اللہ پاک پر توکُّل (Trust) کریں۔

(المستطرف، الباب العاشر، ۱/ ۱۱٦ بتصرف)

پیارے اسلامی بھائیو! توکُّل وہ عظیم صفت ہے جسے اپنانے والا دنیا و آخرت کی بھلائیاں پانے کا مستحق ٹھہرتا ہے جبکہ توکُّل نہ کرنے والا دنیا میں پریشان حالی کا شکار رہتا ہے اور آخرت میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کے عِتاب کا حقدار ہوسکتا ہے۔

ٹینشن کا علاج

مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: انسانی دل کی ہر جنگل میں ایک شاخ ہے، تو جو اپنے دل کو ان تمام شاخوں کے پیچھے ڈال دے، **اللہ** پاک پرواہ نہیں کرے گا کہ کسی جنگل میں اسے ہلاک کردے اور جو **اللہ** کریم پر توکُّل کرے وہ اسے گھاٹیوں سے بچائے گا۔

(ابن ماجه، کتاب الزهد، باب التوکُّل والیقین، ٤/ ٤٥٣، حدیث: ٤١٦٦)

مُفَسِّرِ شَہِیر حَکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: انسان کا دل ایک ہے مگر اس کے لئے فکریں غم بہت ہیں، روٹی، کپڑا، مکان، بیماریوں میں علاج، آپس کی مخالفتیں وغیرہ وغیرہ فکروں غموں کے جنگل ہیں، جن میں سے ہر ایک کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ مزید فرماتے ہیں: دنیا دار کی طرف **اللہ** تعالیٰ

www.dawateislami.net

توجُّہ کرم نہ کرے گا، اسے ان غموں سے آزاد نہ کرے گا، مرتے وقت تک وہ انہیں میں گرفتار رہے گا آخراسی حال میں مرجائے گا، عام دنیاداروں مالداروں کا یہی حال دیکھا جاتا ہے، **اللہ** تعالٰی ایسی زندگی سے محفوظ رکھے۔ مزید فرماتے ہیں: متوکل مومن پر رنج وغم اوّلاً آئیں گے نہیں، اگر آئیں گے تو پانی کی طرح بہہ جائیں گے، اگر کچھ ٹھہر بھی گئے تو دل ان کا اثر نہیں لیتا، دل **اللہ** کی یاد میں مخمور رہتا ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۱۲۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب   صَلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

(حکایت:2) توکل کرنے والے راحت میں ہوں گے

تابعی بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابوفَروہ عدی بن عدی جَزَری رحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے مجھ سے خواب میں کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ توکُّل کرنے والے ہی آرام میں ہوں گے، میں نے عرض کی: **اللہ** کریم آپ پر رحم فرمائے، کس چیز سے آرام میں ہوں گے؟ فرمایا: دنیا کے غموں اور حساب کی سختی سے۔ **اللہ** کی قسم! اس خواب کے بعد سے میں کبھی جلدی یا تاخیر سے رِزْق ملنے پر رنجیدہ نہیں ہوا کیونکہ جو توکُّل اپنا لیتا ہے **اللہ** پاک اس کی مُرادوں کو پورا فرماتا ہے، رِزْق کے ساتھ ساتھ بھلائی بھی اس کی طرف چلی آتی ہے۔

(شعب الایمان، الثالث عشر، ۲/۱۰۷، رقم: ۱۳۰۴)

اے عاشقانِ رسول! بیماری، قرضداری، بے روزگاری، مالی تنگدستی، ناجائز مقدمہ بازی اور گھریلو ناچاقی جیسی ہماری کئی پریشانیاں ایسی ہیں جن کا علاج توکُّل میں ہے

لیکن معلومات کی کمی، نیک صحبت سے دوری کی وجہ سے اس طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ توکُّل (Trust) کسے کہتے ہیں؟ یہ کیوں ضروری ہے؟ اس کے کیا فوائد (Advantages) ہیں؟ توکُّل نہ کرنے کے کیا کیا نقصانات (Disadvantages) ہیں؟ توکُّل کیسے اپنایا جائے؟ کیا اسباب و ذرائع (Means) اختیار کرنا توکُّل کے منافی ہے؟

توکُّل کے بارے میں اسی طرح کی معلومات زیرِ نظر کتاب میں فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو کم و بیش **31** آیات مبارکہ، **22** اَحادیث مقدسہ، بُزرگانِ دین کے **37** اِرشادات و روایات اور **47** دلچسپ حکایات پر مشتمل ہے۔ **شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت** حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتھم العالیہ نے اس کا نام "**توکُّل** (اللہ پر بھروسا)" رکھا ہے اور دارالافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی) کے مولانا حسان رضا عطاری مدنی نے اس کی شرعی تفتیش فرمائی ہے۔

اس کتاب کو خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو پڑھنے کی ترغیب دے کر اشاعتِ علم کا ثواب حاصل کیجئے۔ **اللہ پاک** ہمیں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ رکھے۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

شعبہ اِصلاحی کتب (المدینۃ العلمیۃ)

(اس کتاب کے بارے میں اپنے تأثرات اس ای میل ایڈریس یا واٹس اپ نمبر پر روانہ کیجئے:)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

(ماہنامہ فیضان مدینہ 03012619734)

توکل کسے کہتے ہیں؟

قرآنِ کریم کے پارہ 4 کی سورۂ اٰل عمران کی آیت 159 میں ارشادِ ربِّ عظیم ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴿۱۵۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو! بےشک توکّل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ (پ ٤، اٰل عمران: ١٥٩)

حضرتِ علّامہ سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی رحمۃُ اللہ علیہ اِس آیت کے تحت لکھتے ہیں: توکُّل کے معنٰی ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ پر اِعتماد کرنا اور کاموں کو اُس کے سپرد (یعنی حوالے) کردینا، مقصود یہ ہے کہ بندے کا اِعتماد تمام کاموں میں اللہ پر ہونا چاہئے۔

(خزائن العرفان، ص ١٤١)

توکل کا تفصیلی مطلب

حضرتِ امام محمد غزالی رحمۃُ اللہ علیہ مِنہاجُ العابدین میں توکُّل کی مختلف تعریفیں (Definitions) ذِکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: میرے نزدیک مشائخ کے اَقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ ”توکُّل اس کا نام ہے کہ بندہ یہ یقین رکھے کہ میرے جسم کا قائم رہنا، پریشانیوں کا ختم ہونا اور رِزق ملنا اللہ پاک کی ہی طرف سے ہے سامانِ دنیا یا دیگر اسباب کی وجہ سے نہیں! بلکہ میرا ربِّ کریم چاہے تو میرے جسم کو باقی رکھنے اور پریشانیوں کے خاتمے وغیرہ کے لئے مخلوق یا کسی دنیاوی چیز کو سبب بنادے اور اگر چاہے تو ظاہری اَسباب اور دنیاوی وسیلوں

www.dawateislami.net

کے بغیر بھی مجھے زندہ رکھے۔‘‘

(اس کے بعد امام غزالی رحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:) جب تم توکُّل کا یہ مطلب (Meaning) اپنے دل میں بٹھالو گے اور اسی پر اِعتقاد (Belief) رکھو گے تو تمہارا دل مخلوق اور اَسباب سے بے نیاز ہوکر بارگاہِ ربُّ الانام کی طرف متوجہ رہے گا اور تمہیں صحیح معنوں میں توکُّل حاصل ہوگا۔(منہاج العابدین، ص۱۰۸)

مجھے محتاجی کا خوف کیسے ہوسکتا ہے!

تابعی بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ابوحازِم رحمۃُ اللّٰہ علیہ سے کسی نے عرض کی: آپ کے پاس کتنا مال ہے؟ فرمایا: دو چیزیں میرا مال ہیں، جن کی موجودگی میں مجھے محتاجی کا کوئی خوف نہیں ہے: (1) اللّٰہ پاک پر بھروسا (2) لوگوں کے پاس موجود چیز سے مایوس ہوجانا۔ ایک اور موقع پر آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: مجھے محتاجی کا خوف کیسے ہوسکتا ہے! جبکہ ساری زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اور تحتَ الثَّرٰی (زمین کے نیچے) تک سب کچھ میرے مولیٰ کریم کی ملکیت ہے۔(شعب الایمان، ۲/۱۰۶، رقم:۱۳۰۰ والموسوعۃ لابن ابی الدنیا، کتاب القناعۃ والتعفف، ۲/۲۶۹، رقم:۹۱)

توکل کرنے والا محتاج نہیں ہوگا

حضرتِ سیِّدُنا سلیمان خواص رَحمۃُ اللّٰہ علیہ نے فرمایا: اگر کوئی شخص سچے دل سے اللّٰہ پاک پر توکُّل کرے تو امیر غریب سب اس کے محتاج ہوجائیں گے اور وہ کسی کا محتاج نہیں

ہوگا کیونکہ اس کا مالک (یعنی رب کریم) تمام زمین وآسمان کے خزانوں کا مالک ہے۔

(منهاج العابدين، ص ١٠٤)

(حکایت:3)

پہاڑ ہلنے لگا

حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ہَروی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم حضرتِ سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض رحمۃُ اللہ علیہ کے ہمراہ جبل ابوقُبَیس پر موجود تھے کہ آپ رَحمۃُ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص **اللہ** پر توکُّل کے معاملے میں سچا ہو اور وہ اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے حرکت کرنے کا حکم دے تو یہ ضرور حرکت کرے گا۔ آپ رَحمۃُ اللہ علیہ کی مبارک زبان سے یہ الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ پہاڑ نے ہلنا شروع کردیا، یہ دیکھ کر آپ رَحمۃُ اللہ علیہ نے پہاڑ سے ارشاد فرمایا: **اللہ** پاک تجھ پر رحم کرے! میں نے تجھے نہیں کہا تھا۔ اس پر پہاڑ ساکن (Motionless) ہوگیا۔

(المستطرف، الباب الثامن والسبعون، ٢/ ٤٥٤)

اللہ پر توکل فرضِ عین ہے

اللہ پاک پر توکُّل ہر عاقل بالغ مسلمان کے لئے فرض ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر توکُّل فرضِ عین ہے، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی (یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا): ''وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾'' (پ٦، المائدۃ:٢٣) (ترجمہ) اللہ ہی پر توکُّل کرو اگر مسلمان ہو، اور فرماتا ہے: ''اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾'' (پ١١، یونس: ٨٤) (ترجمہ) اگر تم

خدا پر ایمان رکھتے ہو تو اُسی پر بھروسہ کرو! اگر مسلمان ہو۔ (فضائل دعا، ص ۲۸۷)

اعلیٰ حضرت رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ مزید فرماتے ہیں: عالَمِ اسباب میں رہ کر ترکِ اَسباب (یعنی اسباب کو چھوڑ دینا) گویا اِبطالِ حکمتِ الٰہیہ (یعنی اللّٰہ پاک کی حکمت کو باطِل کرنے کی طرح) ہے۔ (اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:) كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ (پ: ۱۳، الرعد: ۱٤) جیسے کوئی ہتھیلیاں پانی کی طرف پھیلائے ہوئے کہ وہ اس کے منہ میں پہنچ جائے اور وہ پہنچنے والا نہیں۔ (فضائل دعا، ص ۲۸۷ تا ۲۸۹)

توکل کا علم سیکھنا بھی فرضِ عین ہے

اعلیٰ حضرت، مجدّدِ دین وملّت امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 624 پر لکھتے ہیں: ہر اس شخص پر اس کی حالتِ موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرضِ عین ہے اور انہیں میں سے ہیں مسائلِ حلال وحرام کہ ہر فرد بشر (person) ان کا محتاج ہے اور مسائلِ علمِ قلب یعنی فرائضِ قلبیہ مثل تواضُع و اِخلاص وتوکّل وغیرہا اور ان کے طُرُقِ تحصیل (یعنی حاصل کرنے کے طریقے) اور محرماتِ باطنیہ (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً) تکبر وریا وعُجب وحسد وغیرہا اور اُن کے معالجات (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے، جس طرح بے نماز (یعنی نماز نہ پڑھنے والا) فاسِق وفاجر ومُرتکبِ کبائر (یعنی کبیرہ گناہ کرنے والا) ہے یونہی بعینہ (یعنی بالکل اسی طرح) ریاء سے نماز پڑھنے والا انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے، نَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَة (یعنی ہم اللہ پاک سے عفو وعافیت کا سوال کرتے

ہیں)۔(فتاوی رضویہ مخرجہ،۲۳/ ۶۲۴)

توکل کیوں ضروری ہے؟

پیارے اسلامی بھائیو! رِزْق اور دیگر حاجات کے بارے میں **اللہ** پاک پر توکُّل اور بھروسا لازِم وضروری ہونے کی دو وجوہات ہیں:

پہلی وجہ: تاکہ انسان عبادت کے لئے فارِغ ہو سکے اور خوب نیکیاں کر سکے کیونکہ جو شخص توکُّل نہیں کرتا وہ **اللہ** پاک کی عبادت چھوڑ کر اپنی حاجات وضروریات اور رِزْق میں مشغول (Engaged) ہو جاتا ہے، پھر یہ مشغولیت ظاہری طور پر ہوتی ہے یا باطنی طور پر! ظاہری طور پر اس طرح کہ وہ روزی کی تلاش میں عام لوگوں کی طرح مارا مارا پھرے گا اور باطنی طور پر اس طرح کہ اس کا دل روزی کی فکر، کمائی کی تدبیروں اور مختلف قسم کے وسوسوں میں گھرا رہے گا، جبکہ عبادت کا حق ادا کرنے کے لئے دل اور بدن کا فارِغ ہونا ضروری ہوتا ہے اور ایسی فراغت توکُّل والوں کو ہی میسر آسکتی ہے۔

دوسری وجہ: توکُّل چھوڑنے میں عظیم خطرات اور بڑے بڑے نقصانات ہیں، وہ اس طرح کہ

- **اللہ** پاک نے جہاں انسان کی پیدائش کا بیان فرمایا وہیں اس کے رِزْق کا بھی ذکر کیا چنانچہ فرمایا: اَلَّذِیۡ خَلَقَکُمۡ ثُمَّ رَزَقَکُمۡ (پ ۲۱، الروم: ۴۰) ترجمۂ کنزالایمان: جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں روزی دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح وہ خالق ہے، رازِق بھی ہے۔

❁ پھر صرف اسی قدر پر کفایت نہ کی بلکہ صَراحۃً رِزْق کا وعدہ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ (پ۲۷،الذاریات:۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ ہی بڑا رِزْق دینے والا۔

❁ پھر صرف اس وعدے پر اِکتفا نہ کیا بلکہ اس کی ضمانت بھی دی اور فرمایا: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (پ۱۲،ھود:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رِزْق اللہ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو۔

❁ پھر صرف ذمّہ کرم پر اِکتفا نہ کیا بلکہ اس پر قَسم یاد فرمائی، چنانچہ فرمایا: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۲۶،الذاریات:۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بیشک یہ قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں جو تم بولتے ہو۔

❁ پھر صرف قَسم پر اِکتفا نہ کیا بلکہ بڑے واضح الفاظ میں توکُّل کا تاکیدی حکم دیا، چنانچہ فرمایا: وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (پ۱۹،الفرقان:۵۸) ترجمۂ کنزالایمان: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔ دوسری جگہ فرمایا: وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۶،المائدۃ:۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔

تو اے عاشقانِ رسول! جو شخص ربِّ کائنات کے فرمان پر اِعتبار نہ کرے (مَعَاذَ اللّٰه)، اس کے وعدے کو کافی نہ سمجھے، اور اس کے ذمہ لینے پر مطمئن (Satisfied) نہ ہو بلکہ اس کے وعدے، وعید اور حکم کی کوئی پرواہ نہ کرے، تو ایسے شخص کا کیا انجام ہوگا؟ اس پر کتنی پریشانیاں

آئیں گی؟ وَاللّٰہ! یہ بہت بڑا نقصان ہے لیکن ہم اس سے غافِل ہیں۔

(منهاج العابدين، ص ۱۰۳ تا ۱۰۶ ماخوذاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

توکل کن چیزوں میں ہوتا ہے؟

توکُّل کا لفظ تین جگہ استعمال کیا جاتا ہے:

﴿1﴾ قسمت پر، قسمت پر توکُّل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ خُدا پاک نے تمہاری قسمت میں جو کچھ لکھ دیا ہے اس پر مطمئن رہا جائے، کیونکہ اس کا حکم تبدیل نہیں ہوسکتا اور شرع کی طرف سے یہ اِطمینان لازم اور ضروری ہے۔

﴿2﴾ مقامِ نُصرت پر، نصرت (یعنی مدد) میں توکُّل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اللّٰہ پاک کی اِمداد پر اِعتماد اور یقین کیا جائے کیونکہ جب تم اس کے دین کی مدد اور اس کی نشر و اِشاعت میں کوشش کرو گے تو وہ بھی ضرور تمہاری اِمداد کرے گا، اللّٰہ پاک فرماتا ہے:

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ ترجمہ کنز الایمان: اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللّٰہ پر بھروسہ کرو۔ (پ۴، آل عمران:۱۵۹)

دوسرے مقام پر فرمایا:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ ترجمہ کنز الایمان: اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے اللّٰہ تمہاری مدد کرے گا۔ (پ۲۶، محمد:۷)

ایک اور جگہ فرمایا:

www.dawateislami.net

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور ہمارے ذمّہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمانا۔ (پ ٢١، الروم: ٤٧)

تو اِمداد کے سلسلے میں بھی اللہ پاک کے مطابق اس پر توکُّل وبھروسا ضروری ہے۔

﴿3﴾ تیسرا مقام جہاں توکُّل کرنا چاہیے وہ رِزْق اور روزانہ کی حاجات ہیں کیونکہ اللہ پاک اُس چیز کا ضامن اور کفیل ہے جس سے تمہارا جسم قائم رہے اور جس کے ذریعے تم اس کی عبادت کرسکو کیونکہ ربِّ کریم کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ ترجمہ کنز الایمان: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ (پ ٢٨، الطلاق: ٣)

جبکہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا ہے: لَوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرُزِقْتُمْ كَمَا تُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا، اگر تم خدا پر ایسا توکل رکھتے جیسا اس پر توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اس طرح رِزْق ملتا جس طرح پرندوں کو ملتا ہے کہ وہ صبح بُھوکے نکلتے ہیں اور شام کو ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکُّل علی اللہ، ٤/١٥٤ حدیث: ٢٣٥١) لہٰذا رِزْق کے بارے میں خدا پر توکُّل کرنا عقلاً وشرعاً لازم ہے، اور صوفیا کے نزدیک عام طور پر لفظ توکُّل سے مراد رِزْق کے سلسلے میں خدا پر توکُّل کرنا ہوتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ١٠٧)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

www.dawateislami.net

(حکایت:4)

ایک کے بدلے دس ملے

اپنے دور کے اَبدال حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن خطاب رَحْمَةُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: میرے دروازے پر ایک سوالی نے صدا لگائی میں نے اپنی زوجہ سے پوچھا: تمہارے پاس کچھ ہے؟ جواب ملا: چار انڈے ہیں۔ میں نے کہا: فقیر کو دے دو۔ اس نے دے دیئے۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ میرے پاس ایک دوست نے انڈوں سے بھری ہوئی ٹوکری بھیجی۔ میں نے زوجہ سے پوچھا: اس میں کتنے انڈے ہیں؟ انہوں نے کہا: تیس۔ میں نے کہا: تم نے تو فقیر کو چار انڈے دیئے تھے، یہ تیس کس حساب سے آئے! کہنے لگیں: تیس انڈے سالم ہیں اور دس ٹوٹے ہوئے۔ حضرت سیدنا شیخ علامہ یافعی یمنی رَحْمَةُ اللّٰہِ علیہ فرماتے ہیں: بعض حضرات اس حکایت کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ سائل کو جو انڈے دیئے گئے تھے ان میں تین سالم اور ایک ٹوٹا ہوا تھا، ربِّ کریم نے ہر ایک کے بدلے دس دس عطا فرمائے، سالم کے عوض سالم انڈے اور ٹوٹے ہوئے انڈے کے بدلے ٹوٹے ہوئے۔

(روض الرياحين، الخامسة والعشرون بعد الثلاث مئة ، ص ٢٧٤)

طاقتور، عزت والا اور مالدار بننے کا نسخہ

اُمت پر مہربان آقا صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو سب سے زیادہ طاقتور بننا چاہے اُسے چاہیے کہ توکُّل کرے، اور جو سب سے زیادہ عزت والا بننا چاہے اسے چاہیے کہ خوفِ خدا اختیار کرے، اور جو سب سے زیادہ مالدار ہونا چاہے اسے چاہیے کہ جو کچھ اللّٰہ پاک کے پاس ہے اسے اپنے پاس موجود چیز سے زیادہ قابلِ بھروسا جانے۔ (حلية

الاولیاء، محمد بن کعب القرظی، ۳/ ۳۰۳، حدیث: ۳۸۶۷)

حکایت:5 رزق جنگل میں بھی مل جاتا ہے

حضرتِ سیِّدُنا ابو ابراہیم یمانی رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہم چند رُفقا حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللّٰہ علیہ کے ہمراہ سمندر کے قریب ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ راستے میں ایک پہاڑ آیا، وہاں ہم نے کچھ دیر قیام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک گھنا جنگل (Forest) آیا جس میں بکثرت خشک درخت اور جھاڑیاں تھیں۔ شام قریب تھی اور سردیوں کا موسم تھا، ہم نے آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ کی بارگاہ میں عرض کی: اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج رات ہم ساحلِ سمندر پر گزار لیتے ہیں، یہاں اس قریبی جنگل میں خشک لکڑیاں بہت ہیں، ہم لکڑیاں جمع کر کے آگ روشن کرلیں گے اس طرح ہم سردی اور درندوں وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔ فرمایا: ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔ چنانچہ ہمارے کچھ دوستوں نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک شخص کو آگ لینے کے لئے ایک قریبی قلعے (Castle) کی طرف بھیج دیا، جب وہ آگ لے کر آیا تو ہم نے جمع شدہ لکڑیوں میں آگ لگا دی اور سب آگ کے اِردگرد بیٹھ گئے اور ہم نے کھانے کے لئے روٹیاں نکال لیں۔ اچانک ہم میں سے ایک شخص نے کہا: دیکھو! ان لکڑیوں سے کیسے اَنگارے بن گئے ہیں، اے کاش! ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اسے ان اَنگاروں پر بھون لیتے۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمانے لگے: اللّٰہ پاک اس بات پر قادر ہے کہ تمہیں اس جنگل میں تازہ گوشت کھلائے۔ ابھی ان کی بات

پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اچانک ایک طرف سے شیر آیا جو ایک موٹے تازے ہرن کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہرن کا رُخ ہماری ہی طرف تھا۔ جب ہرن ہم سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو شیر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی گردن پر شدید حملہ کیا جس سے وہ تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر آپ رَحمَۃُ اللّٰہ علیہ اُٹھے اور اس ہرن کی طرف لپکے، آپ رَحمَۃُ اللّٰہ علیہ کو آتا دیکھ کر شیر ہرن کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ رَحمَۃُ اللّٰہ علیہ نے فرمایا: یہ رِزْق **اللّٰہ** پاک نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم نے ہرن کو ذَبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بُھون بُھون کر کھاتے رہے اور شیر دور بیٹھا ہمیں دیکھتا رہا۔

(عیون الحکایات ، الحادیۃ والسبعون بعد المائۃ، ص ۱۸۲)

توکل مومن کا زیور ہے

اللّٰہ کریم فرماتا ہے:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

(پ ٤ ، اٰل عمران : ۱۲۳ ـ ۱۲٤)

ترجمہ کنزالایمان: اور بے شک اللّٰہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللّٰہ سے ڈرو کہ کہیں تم شکر گزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اتار کر۔

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان تفسیر نعیمی میں فرماتے ہیں:

www.dawateislami.net

اس آیتِ کریمہ میں رب تعالیٰ نے مومنوں کو توکُّل کا حکم بھی دیا اور اس کا نتیجہ بھی دکھایا اور بتایا، جس سے معلوم ہوا کہ توکل مومن کا زیور ہے اور ایمان کا نشان۔ **توکُّل کی حقیقت** یہ ہے کہ اسباب کو جمع کرے، رب تعالیٰ پر اعتماد کرے اور اپنے عجز کے اِظہار، گھبراہٹ سے دُور رہے۔ (مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں:) **توکُّل کے تین درجے ہیں: پہلا درجہ** اَسباب جوڑنا، **دوسرا درجہ** اَسباب چھوڑنا، **تیسرا درجہ** اَسباب توڑنا۔ **حکایت:** جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو گوپھن (وہ مشین جس کے ذریعے پتھروں کو دُور تک پھینکا جا سکتا ہے) کے ذریعہ نَمرود کی آگ میں پھینکا گیا تو راستہ میں جبریل امین (علیہ السلام) ملے، عرض کیا: کچھ آپ کو حاجت ہے؟ فرمایا: تم سے کچھ نہیں۔ عرض کیا: رب تعالیٰ سے ہے؟ فرمایا: ''حَسْبِیْ عَنْ سُوَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ'' وہ میری حالت کو جانتا ہے، پھر مانگنے کی حاجت نہیں۔ یہ ہے توکُّل کا آخری درجہ، کبھی رب تعالیٰ سے دعا کرنا عبادت ہے، کبھی دعا نہ کرنا اِطاعت۔ صوفیا فرماتے ہیں کہ اس **توکُّل کی تین نشانیاں ہیں:** (1) کسی سے نہ مانگنا (2) بغیر مانگے جو ملے اسے رَد (یعنی واپس) نہ کرنا (3) جو آجائے اس پر بخل نہ کرنا اور جو کچھ رکھنا نفس کے واسطے نہ رکھنا (بلکہ رب تعالیٰ کے لئے رکھنا۔ (تفسیر نعیمی، ۴/۱۵۴)

توکل ایمان والوں کی نشانی ہے

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: جس دن مومنین اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے ان کی نشانی یہ ہوگی (کہ وہ یہ کہہ رہے ہوں گے): ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ'' یعنی **اللہ** کے سوا کوئی معبود نہیں، اور

اللہ ہی پر ایمان والے بھروسا کریں۔

(الجامع الصغیر، جزء ٢، ص ٣٠٠، حدیث: ٤٨٨٦)

حضرتِ سیِّدُنا علامہ عبدالرَّءوف مناوی رحمۃُ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اس حدیث میں توکُّل کی فضیلت کا بیان ہے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ توکُّل تمام دینی و دُنیاوی چیزوں کا سرچشمہ ہے۔ ایک بزرگ کو کسی نے بعدِ وفات خواب میں دیکھ کر پوچھا: معاملہ کیسا رہا؟ فرمایا: میں نے توکُّل کو بڑی عظیم چیز پایا۔

(فیض القدیر، حرف الشین، ٤/ ٢١٣، تحت الحدیث: ٤٨٨٦)

توکل و اَسباب کو جمع کرنا افضل ہے

رحمتِ عالم، نورِ مجسم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمان خوشبودار ہے: **اَلتَّوَکُّلُ بَعْدَ الْکَیْسِ مَوْعِظَۃٌ** یعنی رقم کی تھیلی پاس رکھ کر توکُّل کرنا اچھی نصیحت ہے۔

(الفردوس بماثور الخطاب، باب التاء، ١/ ٣٠٩، حدیث: ٢٢٥٤)

حضرتِ سیِّدُنا معاوِیہ بن قرہ رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امیر المومنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کچھ لوگوں سے ملاقات ہوئی تو اِستفسار فرمایا: تم کون لوگ ہو؟ عرض کی: ہم مُتوَکِّلین (یعنی توکُّل کرنے والے) ہیں، فرمایا: بلکہ تم مُتَاَکِّلین (یعنی کھانے والے) ہو، متوکِّل تو وہ ہوتا ہے جو زمین میں دانہ بو کر **اللہ** پاک پر توکُّل کرتا ہے۔

(شعب الایمان، ٢/ ٨١، رقم: ١٢١٥)

بغیر کام کئے رزق کا طلب گار جاہل ہے

حضرتِ سیِّدُنا اِمام اَحمد بن حنبل رَحمَۃُ اللّٰہ علیہ سے کسی نے پوچھا: آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو اپنے گھر یا مسجد میں بیٹھ جائے اور کہے کہ میں کوئی کام نہیں کروں گا، میرا رِزْق مجھ تک پہنچ جائے گا؟ ارشاد فرمایا: ایسا شخص جاہل ہے۔

(احیاء علوم الدین ، کتاب اٰداب الکسب والمعاش ، ۲/ ۸۱)

(حکایت:6) اپاہج جانور کو دودھ اور شہد پلانے والا فرشتہ

ایک بزرگ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ دِل میں روزی طلَب کرنے کا اِرادہ کرکے گھر سے نِکلے اور ایک جنگل میں سے گزرے، ایک مقام پر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جانور نِہایت فربہ اور تر و تازہ بیٹھا ہوا ہے، جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پاؤں اور آنکھوں سے بھی اندھا ہے۔ وہ بزرگ ایسے مجبور جانور کو اس قدر تَر و تازہ دیکھ کر نہایت حیران ہوئے اور وہاں بیٹھ کر حیرت سے سوچنے لگے: **یااللّٰہ**! یہ جانور کس طریقے سے اپنا رِزْق پاتا ہے؟ حالانکہ بظاہر کوئی ذریعہ روزی حاصل کرنے کا اس کے پاس موجود بھی تو نہیں، نہ یہ چل سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے! وہ بُزرگ اس قسم کی باتیں اپنے دِل میں سوچ ہی رہے تھے کہ اِتنے میں ایک جگہ سے زمین شَق (یعنی الگ الگ) ہوئی اور دو پیالے برآمد ہوئے، ایک دودھ سے بھرا ہوا تھا اور دوسرا شہد سے، اُن بزرگ نے اب دل میں یہ خیال کیا: اس غذا کو یہ کیسے کھائے گا؟ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ اُسی مقام پر پہاڑ سے ایک بزرگ نہایت خوبصورت

www.dawateislami.net

اور نُورانی چہرے والے نیچے تشریف لائے اور اُس کے پاس بیٹھ کر دونوں پیالے اس کو پلادیئے، جب وہ نورانی چہرے والے بزرگ واپس پہاڑ کی طرف جانے لگے تو اِن بزرگ نے بڑھ کر نورانی چہرے والے کا دامن تھام لیا اور پوچھا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اللہ پاک کا ایک فرشتہ ہوں اور یہ میری ذمہ داری ہے کہ ہر روز صبح وشام یہاں آؤں اور اس جانور کو پیٹ بھر کر غذا کھلاؤں۔

یہ واقعہ دیکھ کر ان بزرگ نے روزی طلب کرنے کی مشقت کے خیال کو دل سے نکال دیا اور اسی پہاڑ پر ایک چشمے کے کنارے نماز روزے میں مشغول ہوگئے۔ سات دن گزر گئے، مگر غیب سے کوئی رِزْق نہ پہنچا، فاقوں کے سبب نہایت کمزور اور نڈھال ہوگئے، آخر کار اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کی: اے اللہ! اپنی رحمت سے مجھ کو کوئی غذا کا لُقمہ عطا فرما.. یا.. میری رُوح کو قبض کرلے! اللہ کریم کی طرف سے جواب ملا: اے شخص! تُو اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دے اور روزی طلب کر! میں تجھے تیرا رِزْق عطا کروں گا، خود بھی کھا اور محتاجوں کو بھی کِھلا! اور اگر اس حالت میں اِسی پہاڑ پر 70 برس تک بھی بیٹھا رہے گا تو میں تجھ کو غذا کا ایک دانہ بھی نہ دُوں گا۔ اس وقت بزرگ کو احساس ہوا اور پہاڑ سے اُتر کر روزی کی تلاش میں مشغول ہوگئے، جو کچھ کماتے، آدھا خود کھاتے اور آدھا محتاجوں کو کھلا دیتے۔

(تذکرة الواعظین، الباب العشرون فی فضیلة التوکُّل، ص ۲۳۰)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! توکُّل فقط اس بات کا نام نہیں ہے کہ کام کاج چھوڑ کر بیٹھے رہیں اور رِزْق کا اِنتظار کرتے رہیں، یہ دُنیا عالَمِ اَسباب ہے لہٰذا

اَسباب (Sources) کا سہارا بھی لینا چاہیے۔

اَسباب یا ذرائع اپنانا توکل کے خلاف نہیں

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فتاویٰ رضویہ جلد 24 صفحہ 280 پر لکھتے ہیں: توکُّل ترکِ اَسباب اور ان پر جراُت کرنا نہیں اور نہ وہ حکمت کے خلاف ہے بلکہ اَسباب کو دل سے نکال دینا اور فائدہ بخش چیز کو لینا اور ضَرر رَساں اُمور (یعنی نقصان دینے والی باتوں) سے بچنا اور نگاہ کو صرف اللہ تعالٰی جَلَّ وعلا (جو مُسَبِّبُ الْاَسْباب ہے) پر روک رکھنا، اس کی قیود کو ملحوظ رکھنا توکُّل عَلَی اللہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۲۸۰/۲۴) ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: نظر مُسَبِّب جل وعلاء (یعنی اللہ پاک) پر رکھ کر جائز اسبابِ رِزْق کا اختیار کرنا ہرگز منافی توکُّل (یعنی توکل کے خلاف) نہیں، توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اِعتِمَاد عَلَی الْاَسْبَاب کا ترک (یعنی اسباب پر اعتماد کو چھوڑ دینے کا نام) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ۳۷۹/۲۴)

جانور باندھ کر توکل کرو!

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میں اپنے جانور کو باندھ کر توکُّل کروں یا کھلا چھوڑ کر؟ فرمایا: اسے باندھو اور توکُّل کرو۔

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب (ت: ۱۲۵)، ۲۳۲/٤، حدیث: ۲٥۲٥)

حضرتِ علامہ عبدالرَّءوف مناوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسا آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اس لئے فرمایا کہ جانور کو باندھنا توکُّل (جو اللہ پاک پر اِعتماد کا نام ہے) کے خلاف نہیں ہے اور اسباب سے قطعِ نظر کرنے کے بھی خلاف نہیں ہے، اس حدیث میں اِحتیاط کرنے کی فضیلت اور دُور اندیشی اختیار کرنے کا بیان ہے۔

(فیض القدیر، حرف الھمزة، ٢/ ١٠، تحت الحدیث: ١١٩١)

(حکایت:7) روٹیاں کون بھیجتا تھا؟

ایک شخص دنیاوی معاملات سے کٹ کر مسجدِ حرام میں عبادت وریاضت میں مصروف رہا کرتا تھا۔ دن بھر روزہ رکھتا، روزانہ شام کو ایک شخص اسے دو روٹیاں لا کر دے دیتا جن سے وہ اِفطار کرتا اور پھر سے عبادت میں لگ جاتا۔ ایک روز اس کے دل میں آیا کہ تم ایک انسان کی دی ہوئی روٹیوں پر بھروسا کر کے بیٹھے ہو اور اسے بھول گئے جو ساری مخلوق کو رِزْق عطا فرمانے والا ہے، یہ کیسی غفلت ہے! اس شام کو روٹیاں لانے والا آیا تو اس نے روٹیاں واپس کر دیں۔ تین دن گزر گئے لیکن کھانا نہیں ملا، اس نے اپنے ربِّ کریم کی بارگاہ میں فریاد کی۔ جب سویا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ ربُّ العالمین کی بارگاہ میں حاضر ہے، اس سے پوچھا گیا: میں اپنے بندے کے ذریعے جو کچھ بھیجتا تھا تُو نے اسے کیوں لَوٹا دیا؟ عبادت گزار نے عرض کی: یاالٰہی! میرے دل میں خیال آیا کہ تیرے سوا دوسرے پر بھروسا کر بیٹھا ہوں۔ ربِّ کریم نے فرمایا: اسے تیرے پاس کون بھیجتا تھا؟ عرض کی: میرے مالک! تُو ہی بھیجنے والا ہے۔ پوچھا: تم کس سے لیتے تھے؟ عرض کی: تجھ سے۔ ارشاد ہوا: اب اسے واپس نہ کرنا اور

روٹیاں لے لینا۔ پھر اس عبادت گزار نے روٹیاں لانے والے کو بھی بارگاہِ ربُّ الانام میں حاضر دیکھا، رب تعالیٰ نے اس سے پوچھا: تم نے میرے بندے کو روٹیاں دینا کیوں بند کردیں؟ عرض کی: میرے مالک و مولا! تجھے خوب معلوم ہے۔ پھر پوچھا: اے بندے! وہ روٹیاں تُو کس کی خاطر دیتا تھا؟ عرض کی: تیری خاطر۔ ارشاد ہوا: تُو اپنا عمل جاری رکھ، تجھے اس کے بدلے جنت ملے گی۔ (روض الریاحین، ص ١٣٣)

آنے والی تکلیف کو ختم کرنا ضروری ہے

حضرت علامہ عبدالرءُوف مناوی رحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: توکُّل اَسباب کو چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ اسباب پر اِعتماد نہ کرنے کا نام ہے، آنے والی تکلیف کو ختم کرنا توکُّل کے خلاف نہیں بلکہ ضروری ہے جیسے گرتی دیوار کے نیچے سے بھاگنا اور حَلْق سے لُقمہ اُتارنے کے لئے پانی پینا۔ (فیض القدیر، ٣/٦٦٥، تحت الحدیث: ٤١١٢)

آسمان سونا چاندی نہیں برساتا

امیرالمؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کوئی رِزْق کی طلب چھوڑ کر یہ نہ کہتا پھرے: ''یااللہ! مجھے رِزْق عطا فرما'' کیونکہ تم خوب جانتے ہو کہ آسمان سونا چاندی نہیں برساتا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب آداب الکسب والمعاش، ٢/ ٨٠)

کمانے کی طاقت کے باوجود نہ کمانا توکُّل نہیں

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ حضرت مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:

www.dawateislami.net

جو لوگ مساجد اور خانقاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بَسر اوقات کے لئے کچھ کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکّل بتاتے ہیں، حالانکہ ان کی نگاہیں اس کی منتظر رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے، وہ متوکّل نہیں، اس سے اچھا یہ تھا کہ کچھ کام کرتے اس سے بَسر اوقات کرتے۔

(بہارِ شریعت، حصہ۱۶، ۳/۶۱۰)

جانور کھلا چھوڑ کر توکل کرنا کیسا؟

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے:

تین شخص ہیں کہ تمہارا ربّ عَزَّوَجَلَّ ان کی دُعا قبول نہیں فرماتا: (1) وہ کہ ویرانے مکان میں اُترے (2) وہ مسافر کہ سرِ راہ پڑاؤ کرے (3) وہ جس نے خود اپنا جانور چھوڑ دیا، اب اللہ پاک سے دُعا کرتا ہے کہ اسے روک دے۔

(تاریخ دمشق ، عبد الرحمن بن عائذ ، ٣٤/ ٤٤٩)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اِس سے مُراد یہی ہے کہ اس خاص مادّے میں ان کی دُعا نہ سنی جائے گی ، نہ یہ کہ جو ایسا کرے مطلقاً اس کی کوئی دُعا کسی اَمر (یعنی معاملے) میں قبول نہ ہو، اور اِن اُمور میں عَدَمِ قبول (یعنی قبول نہ ہونے) کا سبب ظاہر کہ یہ کام خود اپنے ہاتھوں کے کئے ہیں۔ لہٰذا ویرانے مکان میں اُترنے والا اس کی مُضَرّتوں (یعنی نقصانات) سے آگاہ ہے، پھر اگر وہاں چوری ہو یا کوئی لُوٹ لے یا جِنّ اِیذاء پہنچائیں تو یہ باتیں خود اس کی قبول کی ہوئی ہیں، اب کیوں ان کے رَفع (یعنی دُور ہونے) کی دُعا کرتا ہے! یُونہی جب راستے پر قیام کیا تو ہر قسم کے لوگ گزریں

گے، اب اگر چوری ہوجائے یا ہاتھی، گھوڑے کے پاؤں سے کچھ نقصان، رات کو سانپ وغیرہ سے ایذاء (یعنی تکلیف) پہنچے، اِس کا اپنا کیا ہوا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: یونہی جانور کو خود چھوڑ کر اس کے حَبس (یعنی قابو میں آنے) کی دُعا تو ظاہر اَحماقت ہے، کیا واحِد قہّار کو آزماتا یا مَعاذَاللّٰہ اسے اپنا محکوم ٹھہراتا ہے! (فضائل دعا، فصل ششم، ص ۱۶۱)

سوئی، قینچی، ڈول اور رسی ساتھ رکھتے

حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص رحمۃُ اللہ علیہ اپنے ساتھ سفر میں ہمیشہ سوئی، قینچی، ڈول اور رسی رکھا کرتے تھے اور فرماتے: یہ چیزیں توکُّل کو برباد نہیں کرتیں۔ کیونکہ اُنہیں معلوم تھا کہ پانی جنگلوں (Forests) میں زمین کی سطح پر نہیں ہوتا اور ڈول اور رسی کے بغیر کنویں کا پانی خود ہی اوپر نہیں آتا، نیز جنگلوں میں بآسانی ڈول اور رسی نہیں ملتے جس طرح بآسانی گھاس مل جاتی ہے، پانی کی ضرورت وُضو کے لئے دن میں کئی مرتبہ پڑتی ہے جبکہ پینے کیلئے ایک یا دو دن میں ایک مرتبہ ضرورت پڑتی ہے کیونکہ مسافر سفر کی گرمی کی وجہ سے پیاس برداشت نہیں کرسکتا لیکن بھوک برداشت کرسکتا ہے، اسی طرح ایک کپڑا پہنا ہوتا ہے جو کبھی پھٹ جاتا ہے اور سَتر ظاہر ہوجاتا ہے، یونہی ہر نماز کے وقت قینچی اور سوئی بآسانی نہیں ملتی اور نہ ہی کوئی اور چیز سینے اور کاٹنے کے لئے ملتی ہے۔ (احیاء علوم الدین، ۴/ ۳۲۹)

توکل کے نام پر جان خطرے میں ڈالنا جائز نہیں

امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: یہ توکُّل نہیں کہ اسباب کے ساتھ

مُعَارَضہ (یعنی مقابلہ) کیا جائے اور جو چیز تباہی و ہلاکت تک لے جائے بے سوچے اس میں پڑ جانا ہرگز جائز نہیں، نیز کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے آپ کو پہاڑ کے اُوپر سے گرائے **اللہ** تعالٰی پر تو کُّل کا نام لیتے ہوئے اور اس یقین وبھروسے کے ساتھ کہ اگر **اللہ** تعالٰی نہ چاہے تو کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی، ایسا کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ حکایت بیان کی گئی ہے کہ سیِّدُنا حضرت عیسٰی کَلِمَۃُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاالکریم وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسلیم سے یہی سوال شیطان نے کیا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کا امتحان نہیں کرتا اور اسے نہیں آزماتا۔ اہلِ علم نے صراحت فرمائی کہ سمندر میں جوش اور طوفان آنے کے وقت بحری سفر نہ کیا جائے۔ (فتاوی رضویہ،۲۴/۲۶۷)

(حکایت:8)

میں علاج نہیں کرواؤں گا

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا موسٰی کَلِیْمُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو مرض لاحق ہوا تو بنی اسرائیل آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس آئے اور مرض پہچان کر کہنے لگے: اگر فلاں دوائی سے علاج کروائیں گے تو صحت یاب ہوجائیں گے۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے فرمایا: میں علاج نہیں کرواؤں گا، **اللہ** پاک مجھے علاج کے بغیر شفا دیگا۔ مرض بڑھتا گیا تو لوگوں نے پھر کہا: فلاں دَوا اس مرض کے لئے آزمائی ہوئی اور مشہور ہے، ہم اس سے علاج کرتے ہیں تو صحت یاب ہوجاتے ہیں۔ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے وہی ارشاد فرمایا: میں علاج نہیں کرواؤں گا۔ مرض اسی طرح برقرار رہا۔ **اللہ** پاک نے وحی فرمائی:

میری عزّت وجلال کی قسم! میں اس وقت تک شفا نہ دوں گا جب تک اس دوائی سے علاج نہ کرواؤ جس کے متعلق لوگوں نے تم سے کہا ہے۔ پھر آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام نے لوگوں سے فرمایا: فلاں دوائی (Medicine) سے میرا علاج کرو۔ لوگوں نے آپ کا علاج کیا تو آپ صحت یاب ہوگئے مگر اِطمینانِ قلبی حاصل نہ ہوا۔ ربِّ کریم نے وحی فرمائی: تم اپنے توکُّل کے ذریعے میرے طریقے کو بدلنا چاہتے ہو، میرے سوا کون ہے جو جڑی بوٹیوں میں فوائد رکھتا ہے! (احیاء علوم الدین، ٤/ ٣٥٢)

علاج کروانے کا شرعی حکم

صَدرُ الشَّریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: دوا علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اِعتقاد (یقین) ہو کہ شافی (شفا دینے والا) **اللہ** ہے، اس نے دوا کو اِزالہ مرض (یعنی مرض کو دور کرنے) کے لئے سبب بنا دیا ہے اور اگر دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہو تو ناجائز ہے۔ (صدر الشریعہ مزید لکھتے ہیں:) دَست آتے ہیں یا آنکھیں دُکھتی ہیں یا کوئی دوسری بیماری ہے اس میں علاج نہیں کیا اور مر گیا گنہگار نہیں ہے۔ (عالمگیری) یعنی علاج کرانا ضروری نہیں کہ اگر دوا نہ کرے اور مر جائے تو گنہگار ہو، اور بھوک پیاس میں کھانے پینے کی چیز دستیاب ہو اور نہ کھائے پیئے یہاں تک کہ مر جائے تو گنہگار ہے، کہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے وہ بات جاتی رہے گی۔ (بہارِ شریعت ٣/ ٥٠٥، ٥٠٦) جبکہ علاج نہ کرانے کی وجہ سے گنہگار نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شفا کا حصول ظنی ہے، جیسا کہ صدر الشریعہ لکھتے ہیں: کسی چیز کی نسبت

ہرگز یہ یقین نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس سے مرض زائل (یعنی دُور) ہی ہو جائے گا، زیادہ سے زیادہ ظن اور گمان ہوسکتا ہے نہ کہ علم و یقین، خود علمِ طِب کے قواعد و اُصول ہی ظنی ہیں لہٰذا یقین حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ (بہارِ شریعت ۳/ ۵۰۵، ۵۰۶)

ہم نہیں جانتے کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے؟

قرآنِ کریم کے پارہ 2 سورۂ بقرہ کی آیت 216 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠(۲۱۶) (پ۲، سورۂ بقرۃ:۲۱۶)

ترجمہ کنزالایمان: اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

رب کا انتخاب تمہارے انتخاب سے بہتر ہے

حضرتِ سیِّدُنا عبدُ الرّحمٰن ابنِ جَوْزی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بندے کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ جو چیز اس کیلئے اللہ پاک نے منتخب فرمائی ہے وہ اس کے اپنے اِنتخاب واِختیار سے بہتر ہے، بندہ بعض اوقات ایسے ”سیلاب“ کا سوال کرتا ہے جو خود اُسی کو بہا کر لے جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے: ایک شخص اللہ کریم سے جہاد کی توفیق ملنے کی دعا کیا کرتا تھا۔ ایک غیبی آواز نے اسے پکار کر کہا: اگر تم نے جہاد میں شرکت کی تو قیدی بنا لئے جاؤ گے اور اگر قید ہوگئے تو نصرانی (Christian) ہو جاؤ گے۔ (صید الخاطر، ص۱۱۶)

متوکّل دو طرح کا ہوتا ہے

شارِحِ بخاری حضرتِ سیِّدُنا احمد بن علی بن حجر عَسقلانی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَسلاف (یعنی بُزُرگوں) کے مختلف اَقوال کی روشنی میں متوکّل دو طرح کا ہوتا ہے:

(1) واصِل (یعنی توکُّل کی منزل پالینے والا) یہ وہ ہے جو اَسباب کی طرف بالکل بھی توجہ نہیں کرتا، اگرچہ اَسباب اختیار کرتا ہو۔

(2) سالِک (یعنی توکُّل کی طرف بڑھنے والا) یہ وہ ہے جس کی توجُّہ کبھی کبھی اَسباب کی طرف ہوجاتی ہے، مگر یہ علمی طریقوں اور ذوقِ حالیہ کی بنا پر اپنی اِس کیفیت کو دُور کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ واصِل کا مرتبہ پالیتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم عبدالکریم ہُوَازِن قُشَیرِی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: توکُّل کا مقام دِل ہے اور ظاہری اَفعال توکُّل کے خلاف نہیں، جبکہ بندہ اِس بات پر پختہ یقین رکھے کہ سب کچھ اللہ پاک کے حکم سے ہوتا ہے۔

(فتح الباری، کتاب الرقاق، ۱۲/ ۳۵۰، تحت الحدیث: ۶۴۷۱ ملخصًا)

ہم کیوں پریشان ہوتے ہیں؟

بعض اسلامی بھائی یہ سوچ کر پریشان رہتے ہیں کہ کل کلاں کو کاروبار ڈُوب گیا، نوکری چھوٹ گئی یا بیمار ہوگئے تو کہاں سے کھائیں گے؟ یا میرے مرنے کے بعد بچوں کا کیا بنے گا؟ یاد رکھئے جس ربِّ کریم نے آج کھلایا ہے کل بھی وہی کھلائے گا، اللہ پاک پر توکُّل مضبوط کرکے ٹینشن سے بچا جاسکتا ہے کہ بے شک وُہی چِیُونٹی کو کَن (اناج کا دانہ) اور

ہاتھی کو مَن (چالیس سیر، یعنی زیادہ کھانا) عطا فرمانے والا ہے۔ یقیناً یقیناً یقیناً ہر جاندار کی روزی اُسی کے ذِمّۂ کرم پر ہے، چُنانچِہ قرآنِ کریم کے پارہ 12 سورۂ ھُود کی آیت 6 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

ترجمہ کنزالایمان: اور زمین پر چلنے والا کوئی (جاندار) ایسا نہیں جس کا رِزْق اللہ کے ذمّہ کرم پر نہ ہو۔

علامہ احمد صاوِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت سے یہ مراد نہیں کہ جانداروں کو رِزْق دینا اللہ پاک پر واجِب ہے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے پاک ہے کہ اس پر کوئی چیز واجب ہو بلکہ اس سے یہ مُراد ہے کہ جانداروں کو رِزْق دینا اور ان کی کفالت کرنا اللہ پاک نے اپنے ذمۂ کرم پر لازِم فرمالیا ہے اور (یہ اس کی رحمت اور اس کا فضل ہے کہ) وہ اس کے خلاف نہیں فرماتا۔ رِزْق کی ذمہ داری لینے کو ”عَلٰی“ کے ساتھ اس لئے بیان فرمایا تا کہ بندے کا اپنے ربِّ کریم پر توکُّل مضبوط ہو اور اگر وہ (رِزْق حاصل کرنے کے) اَسباب اختیار کرے تو ان پر بھروسا نہ کر بیٹھے بلکہ اللہ ہی پر اپنا اِعتماد اور بھروسا رکھے، اسباب صرف اس لئے اختیار کرے کہ اللہ پاک نے اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ پاک فارِغ رہنے والے بندے کو پسند نہیں فرماتا۔ زمین کے جانداروں کا بطورِ خاص اس لئے ذکر فرمایا کہ یہی غذاؤں کے محتاج ہیں جبکہ آسمانی جاندار جیسے فرشتے اور حورِ عین، یہ اس رِزْق کے محتاج نہیں بلکہ ان کی غذا تسبیح وتہلیل ہے۔ (صاوی، ھود، تحت الآیۃ ۶، ۳/ ۹۰۰، ۹۰۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

(حکایت:9) مہنگائی میں بھی رزق ملے گا

کچھ لوگ تابعی بزرگ حضرتِ سیِّدُ نا ابو حازِم رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کے پاس آ کر کہنے لگے: حضور! مہنگائی بڑھ گئی ہے۔ فرمایا: تمہیں اس کا کیا غم! بیشک وہ خدا جو ہمیں مہنگائی سے پہلے کھلاتا رہا ہے مہنگائی میں بھی کھلائے گا۔

(حلية الاولياء، سلمة بن دينار، ۳/ ۲۷۵، رقم : ۳۹٤۱)

(حکایت:10) دانے دانے پہ لکھا ہے کھانے والے کا نام

ایک صاحب نے اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللّٰہ علیہ سے دریافت کیا: ''حضور! یہ جو مشہور ہے کہ دانے دانے پر مُہر (Stamp) ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟'' ارشاد فرمایا: ہر دانے پر ایک ہی مہر نہیں بلکہ اس دانے کے ہر ریزے پر جن جن کو پہنچتے ہیں ان سب کی مہریں ہوتی ہیں۔ (پھر فرمایا) بنگال میں لوگ چاول زیادہ کھاتے ہیں، ایک مسلمان رئیس کے کھانا کھاتے وقت ایک دانہ چاول کا دماغ پر چڑھ گیا، بہت کوشش کی طبیب ڈاکٹر وغیرہ سب مُعالج حیران ہوئے مگر دانہ دماغ سے نہ اُترنا تھا، نہ اُترا۔ شروع میں تو بڑی تکلیف رہی پھر وہ بے چارے اِس تکلیف کے عادی ہو گئے۔ برسوں گزر گئے، پھر وہ ایک سال حَرَمَین طیبین حاضر ہوتے ہیں، جس وقت مکہ معظّمہ پہنچ کر حرم شریف میں داخل ہوتے ہیں، ایک چھینک آتی ہے اور وہ دانہ جو برسوں سے پَرْوَرْدگارِ عالَم نے ان کے دماغ میں محفوظ رکھا تھا، نکل کر زمین پر گرتا ہے جسے فوراً حرم شریف کا ایک کبوتر قبول کر لیتا ہے۔ (حیاتِ اعلٰی حضرت، ص۱۲۲)

عوام اور خواص کے توکل میں فرق

حضرتِ مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: شریعت میں توکل کے معنیٰ ہیں: اپنے کام حوالہ بہ خدا (یعنی اللّٰہ کے حوالے) کر دینا۔ توکُّل دو قسم کا ہے: (1) توکُّلِ عوام: اَسباب پر عمل کر کے نتیجہ خدا کے حوالے کر دینا۔ (2) توکُّلِ خواص: اَسباب چھوڑ کر مُسَبِّبُ الاسباب پر نظر کرنا۔ (مراۃ المناجیح، ۷/۱۰۸)

تین قسم کے لوگ

پہلی قسم: وہ لوگ جنہوں نے خود کو **اللّٰہ** پاک کے حوالے کر دیا، اب وہ اپنی ذات کے لئے نہ تو فائدہ حاصل کرتے ہیں نہ نقصان کو دور کرتے ہیں، وہ اپنا یہ اُصول ہر معاملے میں نافذ کرتے ہیں چنانچہ خود کو دشمنوں سے بچاتے ہیں نہ درندوں سے، گویا کسی سبب اور ذریعے کو اختیار ہی نہیں کرتے حتّٰی کہ ان میں سے بعض کا حال یہ ہے کہ اگر جھاڑی میں کپڑا اُلجھ جائے تو اسے خود نہیں چھڑاتے یہاں تک کہ ہوا چلے اور کپڑا جھاڑی سے خود ہی نکل آئے۔ قطبِ وقت، اِمامُ العارفین ابو محمد سہیل بن عبدُاللّٰہ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: توکُّل کا اَوّلین مقام یہ ہے کہ بندہ **اللّٰہ** کے سامنے ایسا بن جائے جیسے مُردہ (Dead body) غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے کہ وہ اسے جدھر چاہے حرکت دے کر اُلٹ پلٹ کرے، اس کی اپنی کوئی حرکت اور تدبیر نہ رہے۔

دوسری قسم: وہ لوگ جو ضروریات میں اَسباب تلاش کرتے ہیں، چاہے نقصان

سے بچنے کے لئے ہو یا فائدہ حاصل کرنے کے لئے، اسی پر اکثر انبیاء ومُرسَلین علیهم السلام کا عمل ہے، اسی قسم میں سے حضورِ انور صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ہجرت کے سفر میں غارِ ثور میں چھپنا بھی ہے اور رسولِ اکرم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عادتِ مبارکہ یہ تھی کہ آپ ایسا طریقہ اختیار فرماتے جس پر عوام و خواص سہولت سے چل سکیں، وگرنہ تو ہمارے سرکار صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس راہ کے تمام شہسواروں اور قافلوں سے مشکل ترین راہ پر چل سکتے تھے، مگر اِس صورت میں آپ کی شانِ رءُوفی ورحیمی کا اِظہار کیسے ہوتا! ربّ تعالٰی فرماتا ہے:

عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (پ ۱۱، التوبہ: ۱۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گِراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

تیسری قسم: توکُّل کے سلسلہ میں ایک قسم اُن لوگوں کی ہے جو عالَمِ اسباب سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہیں، خواہ وہ اَسباب ضروریہ ہوں یا غیرِ ضروریہ، مگر اُن کا اعتماد اور بھروسا مُسَبِّبُ الْاَسباب (یعنی اللّٰہ تعالٰی) ہی پر ہوتا ہے۔ (روض الریاحین، ص ۴۰۳ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

تورات میں آپ کا نام ''متوکِّل'' ہے

حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ درداء رضی اللّٰہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے حضرتِ کعبُ الْاَحبار رَحْمَۃُ اللّٰہ علیہ سے پوچھا: تم تَورات میں رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی کونسی صفت لکھی پاتے ہو؟ فرمایا: ہم یہ لکھا پاتے ہیں: ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اِسْمُهُ الْمُتَوَكِّلُ'' یعنی محمد (صلَّی

صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم) **اللہ** کے رسول ہیں، ان کا نام متوکِّل ہے۔

(دلائل النبوة للبيهقي ، جماع ابواب صفة رسول الله ، ١/ ٣٧٦)

(حکایت:11) رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا توکل

''سیرتِ مُصطَفٰے'' صَفْحَہ 604 تا605 پر ہے: (ایک سفر میں **رسولُ اللہ** صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم آرام فرما رہے تھے کہ) غَورَث بن حارِث نے آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کو شہید کرنے کے اِرادے سے آپ کی تلوار لے کر نِیام سے کھینچ لی، جب حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نیند سے بیدار ہوئے تو غَورَث کہنے لگا کہ اے محمد! اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچالے گا؟ آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''**اللہ**''، نُبُوَّت کی ہَیبت سے تلوار اُس کے ہاتھ سے گر پڑی اور حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے تلوار ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ بول! اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچانے والا ہے؟ غَورَث گِڑ گڑا کر کہنے لگا کہ آپ ہی میری جان بچادیں، رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اس کو چھوڑ دیا اور مُعاف فرمادیا۔ چنانچہ غَورَث اپنی قوم میں آ کر کہنے لگا کہ اے لوگو! میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو تمام دُنیا کے انسانوں میں سب سے بہتر ہے۔

(الشفا ، جزء ١ ، الباب الثاني في تكميل محاسنه ، فصل واما الحلم ، ص ١٠٦)

مَدَنی آقا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الْاَعْمَالِ وَصِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ

www.dawateislami.net

وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے پسندیدہ اعمال کی توفیق، تجھ پر سچے تو کُّل اور تیرے متعلق اچھے گمان کا سوال کرتا ہوں۔

(حلية الاولياء، محمد الحارثي، ۸/ ۲۴۶، حديث: ۱۲۰۵۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى محمَّد

اسباب چھوڑ کر خالقُ الاسباب پر نظر رکھنے والوں کی 5 حکایات

ابھی پچھلے صفحات میں گزرا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو خود کو اللہ کریم کے حوالے کر دیتے ہیں، اب وہ اپنی ذات کے لئے نہ تو فائدہ حاصل کرتے ہیں نہ نقصان کو دُور کرتے ہیں، اَسباب ترک کر کے محض خالقُ الاسباب پر بھروسا کرنے والوں کی 5 حکایات پڑھئے: چنانچہ

(حکایت:12) زمین پر رزق تلاش نہیں کروں گا

حضرتِ سیِّدُنا سفیان بن سعید ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ البارِی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرتِ سیِّدُنا واصِل بن حَیّان اَحْدَب رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ (پ ۲۶، الذاریات: ۲۲) ﴿ترجمہ کنز الایمان: اور آسمان میں تمہارا رِزْق ہے اور جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے﴾، اور فرمایا: میرا رِزْق تو آسمان میں ہے اور میں اسے زمین میں تلاش کر رہا ہوں، اللہ کی قسم! میں اسے زمین میں ہرگز تلاش نہیں کروں گا، اس کے بعد آپ رَحمَۃُ اللّٰہ علیہ کوفہ کے ایک ویرانے میں تشریف لے گئے، دو دن تک تو

کھانے کی کوئی چیز نہ آئی لیکن تیسرے دن تازہ کھجوروں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری آ گئی۔ آپ رَحمۃُ اللہ علیہ کے ایک بھائی تھے جو آپ سے زیادہ نیک نیت تھے،(وہ بھی آپ کے ساتھ رہنے لگے) تو پھر دو ٹوکریاں آنے لگیں، یوں ہی معاملہ چلتا رہا یہاں تک کہ موت نے ان میں جُدائی کرادی۔ (شعب الایمان، الثالث عشر، ۲/ ۱۱۴، رقم: ۱۳۳٦)

(حکایت:13) گھی اور شہد زبردستی منہ میں ڈالا

ایک بزرگ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کے متعلق منقول ہے کہ وہ کسی جنگل میں تھے کہ شیطان اُن کے پاس آ کر وَسوسے ڈالنے لگا کہ آپ کے پاس اِس ویرانے میں کچھ بھی نہیں اور یہ جنگل ایسا ہے کہ جس میں ہلاک کر دینے والی اشیاء بکثرت ہیں اور اس میں نہ تو کہیں آبادی کا نام ونشان ہے اور نہ کسی انسان کا گُزر! بزرگ نے اس شیطانی وسوسے کو محسوس کرتے ہوئے پختہ اِرادہ کرلیا کہ میں سامانِ سفر کے بغیر ہی اس جنگل سے گزروں گا اور راہ میں لوگوں سے کچھ نہ لوں گا اور اس وقت تک کوئی چیز نہیں کھاؤں گا جب تک کہ میرے منہ میں گھی اور شہد نہ ڈالا جائے۔ یہ ارادہ کرنے کے بعد آپ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے جنگل کے سُنسان حصے کا رُخ کیا اور سفر طے کرنا شروع کر دیا۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: جب تک **اللہ** پاک نے چاہا میں چلتا رہا، حتی کہ میں نے ایک قافلے کو دیکھا جو راستہ بھول چکا تھا، میں زمین پر لیٹ گیا تاکہ وہ مجھے نہ دیکھ سکیں، لیکن **اللہ** کریم کی شان کہ وہ انہیں چلاتے چلاتے میری طرف لے آیا، حتی کہ وہ میرے پاس آ کر ٹھہر گئے، میں نے آنکھیں بند کرلیں، وہ آپس میں کہنے لگے: لگتا ہے کہ اس کا زادِ سفر ختم ہو چکا ہے اور یہ بھوک و پیاس کے سبب بے ہوش

ہو چکا ہے، اس لئے گھی اور شہد لاؤ کہ اس کے منہ میں ڈالیں، شاید اسے ہوش آجائے۔ چنانچہ گھی اور شہد لایا گیا، میں نے اپنا منہ مضبوطی سے بند کرلیا تو انہوں نے میرا منہ زبردستی کھولا اور اس میں گھی اور شہد ڈال دیا، میری ہنسی نکل گئی اور میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میری یہ حرکت دیکھ کر وہ لوگ کہنے لگے: تم تو کوئی پاگل معلوم ہوتے ہو! میں نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں پاگل نہیں ہوں، پھر میں نے انہیں اپنا تمام واقعہ سنایا تو وہ بھی حیران ہوئے۔

(منہاج العابدین، الباب الرابع، ص ۱۲۵)

(حکایت:14) حلوے کے سوا کچھ نہیں کھاؤں گا

ایک بزرگ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے زمانۂ طالب علمی کے دوران اپنے کسی سفر میں آبادی سے دُور ایک مسجد میں قیام کیا، میرے پاس زادِ راہ نہیں تھا، شیطان مجھے وسوسے ڈالنے لگا کہ یہ مسجد لوگوں سے دُور ہے، اس مسجد میں قیام کے بجائے اگر تم کسی ایسی مسجد میں قیام کرو جو آبادی میں واقع ہو تو لوگ تمہیں دیکھ کر تمہاری ضروریات کا بندوبست کردیں گے۔ میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں یہیں رات گزاروں گا اور اللہ کی قسم! حلوے کے سوا کچھ نہیں کھاؤں گا اور حلوہ بھی اُس وقت کھاؤں گا جب ایک ایک لقمہ کرکے میرے منہ میں ڈالا جائے گا۔ میں نے عشا کی نماز کے بعد مسجد کا دروازہ بند کردیا۔ جب رات کا ابتدائی حصہ گزر گیا تو اچانک کسی شخص نے جس کے ہاتھ میں شمع تھی دروازہ بجایا، جب وہ بار بار کھٹکھٹانے لگا تو میں نے دروازہ کھول دیا، ایک بڑھیا ایک نوجوان کے ساتھ کھڑی تھی، اس بڑھیا نے کھجور اور گھی سے بنے حلوے کا ایک تھال میرے سامنے رکھ دیا اور

کہنے لگی: یہ نوجوان میرا بیٹا ہے، میں نے یہ حلوہ اس کے لیے تیار کیا تھا، دورانِ گفتگو اس نے قسم کھالی کہ میں یہ حلوہ اکیلا نہیں کھاؤں گا بلکہ کسی مسافر کے ساتھ کھاؤں گا یا اس مسافر کے ساتھ جو اِس مسجد میں ہے، اس لئے تم اسے کھاؤ! اللہ پاک تم پر رحم کرے، وہ بڑھیا ایک لقمہ مجھے اور ایک اپنے بیٹے کو کھلانے لگی، یوں میں نے اور اس نوجوان نے حلوہ کھایا۔ پھر وہ نوجوان اور بڑھیا واپس چلے گئے، میں نے مسجد کا دروازہ بند کرلیا اور اس واقعہ پر بہت حیران ہوا۔ (منهاج العابدين ، الباب الرابع ، ص ۱۲۵)

(حکایت:15) مچھلی اپنی جگہ پر تھی

حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوعبداللہ جلاء رَحْمَۃُ اللہ تعالٰی علیہ کی والدہ ماجدہ نے ایک روز اپنے شوہر سے مچھلی (Fish) لانے کا کہا۔ شیخ کے والد بازار گئے اور اپنے فرزند (ابوعبداللہ جلاء) کو بھی ہمراہ لے گئے۔ بازار سے مچھلی خریدی اور ایک مزدور تلاش کرنے لگے تاکہ وہ مچھلی گھر تک پہنچادے۔ ایک لڑکا ملا اور اس نے مچھلی سر پر اُٹھالی اور ساتھ چلا، راستے میں مؤذِّن کی اذان سنائی دی۔ اس مزدور لڑکے نے کہا: نماز کے لئے مجھے طہارت کی حاجت ہے اور اذان ہورہی ہے، اگر آپ راضی ہوں تو میرا انتظار کرلیں ورنہ اپنی مچھلی لے جائیں۔ یہ کہہ کر اس نے مچھلی وہیں چھوڑی اور مسجد چلا گیا۔ شیخ کے والد نے کہا: اس لڑکے کا اللہ تعالٰی پر کتنا توَکل ہے! ہمیں تو زیادہ توکُّل کرنا چاہیے۔ چنانچہ مچھلی وہیں چھوڑ کر ہم لوگ بھی نماز پڑھنے چلے گئے۔ جب نماز پڑھ کر نکلے تو مچھلی اپنی جگہ تھی جو اس لڑکے نے اُٹھالی اور ہم لوگ گھر پہنچے۔

(روض الرياحين ، التاسعة والعشرون بعد المئتين، ص ۲۱۵، ملتقطا)

(حکایت:16)
درندے نے جان بچائی

حضرت سیِّدُ نا ابوحمزہ خراسانی قُدِّ سَ سرُّہُ النُّورانی فرماتے ہیں: میں نے ایک سال حج کیا، دورانِ سفر راہ چلتے ہوئے بے خیالی میں ایک کنویں (Well) میں گر گیا، میرا نفس کسی سے مدد مانگنے کے لیے مجھ سے جھگڑنے لگا مگر میں نے قسم کھائی کہ میں کسی سے مدد نہیں لوں گا۔ میں ابھی اسی خیال میں تھا کہ کنویں کے پاس سے دو آدمی گزرے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: آؤ ہم اس کنویں کا منہ بند کردیں کہیں اس میں کوئی گر نہ جائے! چنانچہ وہ دونوں بانس اور چٹائی لے کر آئے اور کنویں کا منہ بند کردیا۔ اس وقت میرا جی چاہا کہ چیخ کر آواز دوں مگر میں نے دل میں سوچا کہ کس کے سامنے چِلّاؤں! **اللّٰہ** پاک تو ان دونوں سے زیادہ قریب ہے، اس خیال کے آتے ہی دل پُرسکون ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد کوئی چیز آئی اور کنویں کا منہ کھول کر اپنا پاؤں لٹکا دیا اور عجیب سی آواز نکالنے لگی، میں سمجھ گیا کہ وہ ٹانگ پکڑنے کا کہہ رہی ہے، میں اس کی ٹانگ سے چمٹ گیا اور اس نے مجھے باہر نکال لیا۔ اب میں نے دیکھا کہ وہ ایک خوفناک جانور تھا۔ اس کے جانے کے بعد مجھے غیبی آواز آئی: ابو حمزہ! کیا یہ زیادہ بہتر نہیں ہے کہ ہم نے تجھے ہلاک کرنے والی چیز کے ذریعے ہلاکت سے بچالیا! (احیاء علوم الدین ، کتاب التوحید والتوکُّل ، ۳۳٦/٤)

نفع ونقصان تقدیر کے لکھے سے ہی ہوتا ہے

حضرتِ سیِّدُ نا عبدُاللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما فرماتے ہیں: ایک دن میں

رسولُ اللہ صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ سواری پر تھا کہ آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند باتوں کی تعلیم دیتا ہوں، حقوق اللہ کی حفاظت کیا کرو! اللہ پاک تمہاری حفاظت فرمائے گا اور تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب سوال کرو تو اللہ پاک سے کرو! جب مدد مانگو تو اللہ پاک سے مانگو! اور یقین رکھو کہ اگر پوری اُمّت اس پر متفق ہوجائے کہ تم کو نفع پہنچائے تو وہ تمہیں کچھ نفع نہیں پہنچاسکتی مگر اس چیز کا جو اللہ کریم نے تمہارے لئے لکھ دی ہے، اور اگر وہ اس پر متفق ہوجائیں کہ تمہیں کچھ نقصان پہنچائیں تو ہرگز نقصان نہیں پہنچاسکتے مگر اس چیز کا جو اللہ پاک نے لکھ دی ہے، قلم اُٹھ چکے ہیں اور دفتر خشک ہوچکے ہیں۔

(ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب (ت: ١٢٤)، ٤/ ٢٣١، حديث: ٢٥٢٤)

مُفَسِّرِشہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمةُ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: تم دنیا میں اپنے ہر کام ہر چیز میں احکامِ الٰہیہ کا لحاظ رکھو، جائز کام کرو ناجائز سے بچو، اللہ کی رضا کے کام کرو ناراضی کے کاموں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تم کو دینی و دُنیاوی آفتوں سے بچائے گا، ہر مصیبت میں رب تعالیٰ کی رحمت تمہارے دل پر وارِد ہوگی جس کے اثر سے تمہارے دل پر غم طاری نہ ہوگا۔ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: ہر چھوٹی بڑی چیز اعلیٰ ادنیٰ مدد اللہ تعالیٰ سے مانگو! یہ نہ خیال کرو کہ اتنے بڑے دربار میں ایسی ادنیٰ چیز کیوں مانگوں؟ دوسرے کریم مانگنے سے ناراض ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے، خیال رہے کہ مجازی طور پر بادشاہ، حاکم، اولیاءُ اللہ، حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللّٰہ علیہ وسلَّم سے کچھ مانگنا خدا تعالیٰ سے ہی مانگنا ہے کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے خدام اللہ کے حکم

سے اللّٰہ کی نعمت دیتے ہیں، ان سے مانگنا بالواسطہ رب سے ہی مانگنا ہے،لہٰذا یہ حدیث اُن قرآنی آیات اور احادیث کے خلاف نہیں جن میں بندوں سے مانگنے کا ذکر یا حکم ہے۔ مفتی صاحب مزید فرماتے ہیں: ساری دنیا مل کر تم کو نفع نہیں پہنچا سکتی اگر کچھ پہنچائے گی تو وہ ہی جو تمہارے مقدر میں لکھا ہے،اس سے معلوم ہوا کہ **اللہ** تعالیٰ کا لکھا ہوا نفع دنیا پہنچا سکتی ہے، طبیب کی دوا شفا دے سکتی ہے،سانپ کا زہر جان لے سکتا ہے،حضرت یوسف (علیہ السلام) کی قمیص نے دیدۂ یعقوبی (یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی مبارک آنکھوں) کو شفا بخشی ، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) مُردے زندہ، بیمار اچھے کرتے تھے مگر اللّٰہ کے اِذْن (یعنی اجازت) سے۔

(مراٰۃ المناجیح،۷/۱۱۷)

بے خوف مسافر

حضرتِ سیِّدُنا ابو مُطیع علیہ رَحمۃُ اللّٰہ السَّمیع نے حضرتِ سیِّدُنا حاتم اَصَم رحمۃُ اللّٰہ علیہ سے پوچھا: میں نے سنا ہے کہ آپ نہایت خوفناک جنگلوں میں بغیر خرچ کے صرف خدا پر توکُّل کے سہارے سفر کرتے رہتے ہیں! حضرت حاتم اَصَم رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے فرمایا۔ میرا زادِ سفر چار چیزیں ہیں، حضرت ابو مطیع رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے پوچھا: وہ کون سی؟ تو حضرت حاتم اَصم رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے جواب دیا: مجھے یقین ہے کہ (۱) دنیا و آخرت خدا عَزَّوَجَلَّ کی مِلک ہیں (۲) تمام مخلوق خدا کی اِطاعت اور پرورش میں ہے (۳) رِزْق اور رِزْق کے تمام اسباب خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں (٤) **اللہ** پاک کی قضا تمام دنیا میں نافِذ ہے۔

(منهاج العابدين،ص ١٠٥)

توکل بدفالی کا توڑ بھی ہے

رسولِ اکرم نورِ مجسّم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشادفرمایا: ''اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ، اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ، ثَلَاثًا، وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُذْھِبُہٗ بِالتَّوَکُّلِ''یعنی بدفالی لینا شرک ہے، بدفالی لینا شرک ہے، بدفالی لینا شرک ہے، ہم میں سے ہر ایک کے دل میں اس کا خیال آتا ہے مگر اللہ پاک توکُّل کی برکت سے اسے دور فرما دیتا ہے۔

(ابو داود، کتاب الطب، باب فی الطیرۃ، ٤/ ٢٣، حدیث : ٣٩١٠)

مُفَسِّرِ شَہِیر حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: (شرک سے مراد) شرک عملی ہے، (یعنی) مُشرکوں کا سا کام، معنٰی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں (میں) سے جو کوئی بدفالیاں لیتا ہے تو وہ خطرات وشُبہات میں پڑ جاتا ہے لیکن اللہ تعالٰی اس شُبہ وخطرہ کو توکُّل کے ذریعہ ختم فرما دیتا ہے کہ جو کوئی توکُّل اِختیار کرے وہ ان شبہات میں نہیں پڑتا۔ (مراٰۃ المناجیح، ٦/ ٢٦٠)

(حکایت:17) کھانا کب سے خراب ہونا شروع ہوا؟

مَنّ وسَلْویٰ کے بارے میں حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلام (کے ذریعے بنی اسرائیل) کو حُکم تھا کہ تم لوگ اِس کو روزانہ کھالیا کرو، کل کے لئے ہرگز ہرگز بچا کر نہ رکھنا۔ مگر کمزور یقین والے لوگوں کو یہ خوف لاحق ہوا کہ اگر کسی دن مَنّ وسَلْویٰ نہ اُترا تو ہم اِس بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں بھوکے مرجائیں گے۔ چُنانچہ ان لوگوں نے کچھ چُھپا کر کل کے لئے رکھ لیا

تو نبی (علیہ السلام) کی نافرمانی سے ایسی نُحُوست پھیل گئی کہ جو کچھ کل کے لئے جمع کیا تھا وہ سب سَڑ گیا اور آئندہ کے لئے اِس کا اُترنا بند ہوگیا۔ (روح البیان، ١/ ١٤٢) اِسی لئے اللّٰہ پاک کے پیارے محبوب صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلّم نے اِرشاد فرمایا: بَنی اِسرائیل نہ ہوتے تو نہ کھانا کبھی خراب ہوتا اور نہ گوشت سَڑتا۔ (مسلم، ص ٧٧٥، حدیث ١٤٧٠) معلوم ہوا! کھانے کا خراب ہونا اور گوشت کا سَڑنا (یعنی خراب ہونا) اُسی تاریخ سے شُروع ہوا، ورنہ اس سے پہلے نہ کھانا بگڑتا تھا نہ گوشت سَڑتا تھا۔ (فیضانِ سنت، ١/ ٣٩١)

(حکایت: 18) توکل کو بہت عمدہ پایا

حضرتِ سیِّدُنا مُغِیرَہ بن عبدالرحمٰن عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن سے روایت ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن سَلَام رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ سے ملے اور فرمایا: ’’اگر تم مجھ سے پہلے انتقال کر جاؤ تو پیش آنے والے حالات سے مجھے آگاہ کرنا اور اگر میں تم سے پہلے فوت ہوگیا تو میں تمہیں خبر دوں گا۔‘‘ پھر حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ کا انتقال پہلے ہوگیا تو حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن سَلَام رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے انہیں خواب میں دیکھ کر پوچھا: اے ابوعبداللّٰہ! کیسے ہیں؟ جواب دیا: خیریت سے ہوں۔ پھر پوچھا: آپ نے کون سا عمل افضل پایا؟ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے تَوَکُّل کو بہت عمدہ پایا۔

(حلیۃ الاولیاء، سلمان الفارسی، ١/ ٢٦٤، رقم: ٦٥٥)

(حکایت:19) کب مال جمع کرنا نقصان دہ نہیں؟

حضرتِ سیِّدُنا محمد بن صَلْت رَحمۃُ اللّٰہ علیہ کا بیان ہے: ایک مرتبہ میں حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث حافی رحمۃُ اللّٰہ علیہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے آکر سلام کیا۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ اسے دیکھ کر کھڑے ہوگئے۔ آپ کو دیکھ کر میں بھی کھڑا ہونے لگا تو آپ نے منع فرمادیا۔ جب وہ شخص بیٹھ گیا تو آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ نے مجھے ایک درہم دیتے ہوئے کہا: جاؤ! روٹی، مکھن اور کھجوریں خرید لاؤ۔ میں نے مطلوبہ چیزیں آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر کردیں۔ آپ نے آنے والے کے سامنے رکھیں، اس نے کچھ کھائیں اور باقی چیزیں جاتے ہوئے ساتھ لے گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا بِشْر بن حَارِث حافی رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: اے بیٹے! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کھڑا ہونے سے کیوں منع کیا؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: تمہارے اور اس شخص کے درمیان کوئی جان پہچان نہیں تھی میں نے چاہا کہ تمہارا کھڑا ہونا صرف رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہیے، تم چونکہ مجھے دیکھ کر کھڑے ہورہے تھے اس لئے میں نے تمہیں منع کردیا۔ پھر پوچھا: تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہیں درہم دیتے ہوئے یہ کیوں کہا کہ فلاں فلاں چیز لے آؤ۔ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: بے شک اچھا کھانا اللہ پاک کا شکر ادا کرنے کا سبب ہے۔ پھر کہا: اچھا یہ بتاؤ کہ وہ شخص بقیہ کھانا اپنے ساتھ کیوں لے گیا؟ میں نے کہا: حضور! مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا: اِن لوگوں کے نزدیک جب تَوَکُّل درست ہوجائے تو پھر کسی چیز کو اپنے پاس جمع کرنا کوئی ضرر نہیں دیتا۔ پھر فرمانے لگے: جانتے ہو وہ آنے والا کون تھا؟ وہ حضرتِ سیِّدُنا فَتْح مَوْصِلِی رحمۃُ اللّٰہ علیہ تھے

جو ہم سے ملاقات کے لئے آئے تھے۔

(عیون الحکایات ، الثامنة والتسعون بعد الثلاثمائة ، ص٣٤٢)

جب تک سانس باقی ہے رزق ضرور ملے گا

حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے حضرت سیّدُنا حَبَّہ اور حضرتِ سیّدُنا سَوَاء رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا: جب تک تمہارے جسم حرکت کر رہے ہیں رِزْق ملنے سے مایوس نہ ہونا کیونکہ انسان بغیر لباس کے سرخ پیدا ہوتا ہے، پھر **اللہ** پاک اسے رِزْق عطا فرماتا ہے۔

(ابن ماجه ، كتاب الزهد ، باب التوكُّل واليقين ، ٤/ ٤٥٢ ، حديث : ٤١٦٥)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

ہر جاندار اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتا

اللہ پاک فرماتا ہے:

وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَ اِیَّاكُمْ ۖ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾ (پ ٢١، العنکبوت: ٦٠)

ترجمہ کنز الایمان: اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے، اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں، اور وہی سنتا جانتا ہے۔

حضرتِ سیّدُنا امام فخر الدّین رازی رحمۃُ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: روزی ساتھ نہ رکھنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے، جیسے: جُوں (وہ کیڑا جو بالوں یا کپڑوں میں گندگی کے باعث پیدا ہوجاتا ہے)، پِسو (بغیر پر کا خون چوسنے والا زہریلا کیڑا)،

اور دیگر کیڑے وغیرہ۔ اور روزی ساتھ نہ رکھنے کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ذخیرہ نہیں کرتے۔ (التفسير الكبير، سورة العنكبوت، ٩/ ٧٢، تحت الآية : ٦٠)

(حکایت:20) نابینا پرندے کا توکل

حضرتِ سیِّدُنا انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ باہر نکلا تو ہم نے ایک نابینا پرندے (Blind bird) کو دیکھا جو اپنی چونچ ایک درخت پر مار رہا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ پاک اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ یہ کہہ رہا ہے: اے اللہ! تُو عدل فرمانے والا ہے اور تو نے ہی میری آنکھوں کی روشنی کو دور فرمایا ہے، مجھے بھوک لگی ہے۔ اتنے میں ایک ٹِڈّی آئی اور اس کے منہ میں داخل ہوگئی۔ اس کے بعد وہ پرندہ دوبارہ اپنی چونچ درخت پر مارنے لگا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ ارشاد فرمایا: یہ کہہ رہا ہے: ”مَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ“ یعنی جو اللہ پر توکُّل کرتا ہے اللہ اسے کافی ہوتا ہے۔

(الحاوی للفتاوی، آخر العجاجة الزرنبية ...الخ، ٢/ ٤٣)

کوّے کا بچہ کیسے پلتا ہے؟

حضرتِ علامہ محمد بن موسیٰ کمالُ الدین دمیری رَحمۃُ اللّٰہِ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: کوے کی مادہ (یعنی مؤنث) چار یا پانچ انڈے دیتی ہے اور جب انڈوں سے بچے نکل آتے ہیں تو وہ

ان بچوں کو تنہا چھوڑ دیتی ہے، اس لئے کہ بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو بہت بدصورت ہوتے ہیں ان کا جسم چھوٹا، سر اور چونچ بہت لمبی ہوتی ہے جسم کے حصے ایک دوسرے سے الگ تھلگ اور بے جوڑ ہوتے ہیں، بچوں کے والدین ان کی بدصورتی کی وجہ سے ان کو چھوڑ دیتے ہیں لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے گھونسلوں میں مچھر، مکھی اور دیگر کیڑوں کو ان کا رِزْق بنا دیتا ہے، کوّے کے بچے ان کو کھا کر زندہ رہتے ہیں۔ جب ان بچوں میں قوت آ جاتی ہے اور ان کے بال و پَر وغیرہ اُگ جاتے ہیں تو ان کے ماں باپ واپس ان کے پاس آ جاتے ہیں، مادہ (یعنی کوّوں کی ماں) ان کو اپنے پَروں میں چھپا لیتی ہے اور باپ ان کے لئے خوراک کا بندوبست کرتا ہے۔ (حیاۃ الحیوان الکبری، ۲/۲۳۷)

تم سے بڑے پیٹ والوں کو بھی رزق ملتا ہے

حضرتِ سیِّدُنا عیسٰی روحُ اللہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کا فرمان ہے:

اللہ پاک کے لئے عمل کرو! اپنے پیٹ کے لئے نہیں اور ضرورت سے زائد دنیا کے حصول سے بچو کیونکہ وہ اللہ پاک کے نزدیک ایک گندگی کی طرح ہے۔ آسمان کے پرندوں کو دیکھو! ان کی صبح و شام اس حال میں ہوتی ہے کہ ان کے پاس کوئی رِزْق نہیں ہوتا، نہ ہی وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں لیکن اللہ کریم انہیں رِزْق عطا فرماتا ہے، اگر تم انکار کرتے ہوئے یہ کہو کہ ہمارا پیٹ پرندوں کے پیٹ سے بڑا ہوتا ہے تو ان گدھوں اور بیلوں کو دیکھ لو! ان کی صبح و شام بھی اسی حال میں ہوتی ہے کہ ان کے پاس کوئی رِزْق نہیں ہوتا، نہ ہی یہ کھیتی باڑی کرتے ہیں لیکن

اللہ پاک انہیں بھی رِزْق عطا فرماتا ہے۔

(موسوعة الامام ابن ابی الدنيا، القناعة والتعفف، ۲/ ۲۹۱، رقم: ۱۷۳)

ربّ کریم ہر حالت میں رزق عطا فرماتا ہے

حضرتِ سیّدُنا وہب بن منبہ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: کیا آدمی نہیں جانتا کہ اس کا رِزْق عمر کے اُن تین مراحل (Stages) میں بھی ملتا ہے جن میں اسے نہ تو کوئی محنت کرنا ہوتی ہے نہ کوئی کوشش، پھر عنقریب اسے عمر کے چوتھے مرحلہ میں بھی رِزْق دیا جائے گا: **پہلا مرحلہ** ماں کا پیٹ ہے جس میں اس کی تخلیق کی جاتی ہے اور بغیر مال و محنت کے اُسے پُرسکون جگہ میں رِزْق دیا جاتا ہے، جس میں سردی گرمی تکلیف نہیں دیتی اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ہوتی ہے جس کی وہ فکر کرے، پھر **اللہ** پاک نے ارادہ فرمایا کہ اسے **دوسرے مرحلے** میں منتقل کرے اور اس مرحلے میں بھی اسے ماں کے (دودھ کے) ذریعے رِزْق عطا فرمائے جو اسے کافی ہو اور بغیر طاقت وقوت کے اسے بے پروا رکھے، پھر **اللہ** پاک نے ارادہ فرمایا کہ اسے اس دودھ سے روکے اور **تیسرے مرحلے** میں منتقل کر دے جس میں اسے والدین کے ذریعے رِزْق عطا فرمائے اور ان کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے یہاں تک کہ دونوں نے اپنی محنت کے ساتھ اسے اپنے اوپر ترجیح دی اور اس کے لئے بھی وہی چیز ضروری سمجھی جو ان دونوں کے لئے نفع بخش تھی، جبکہ وہ خود نہ تو کوئی کام کرکے اور نہ ہی کوئی تدبیر اختیار کرکے ان دونوں کو نفع پہنچا پاتا ہے، یہاں تک کہ وہ سمجھدار ہو جاتا ہے اور اپنے لئے کام کاج کا کوئی ذریعہ چُن لیتا ہے، بے شک! اس **چوتھے مرحلے** میں بھی اسے ہرگز

کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا سوائے اس ذات کے جس نے اسے پچھلے تینوں زمانوں میں رِزْق عطا کیا اور بے نیاز رکھا، اب آدمی کے پاس نہ کوئی عذر ہے اور نہ ہی رحمتِ خالق کے سوا کوئی چارہ، بے شک! آدمی شکی مزاج ہے اور اسی وجہ سے آدمی کی عقل و بُردباری معرفتِ الٰہی سے عاجز رہتی ہے اور وہ اس معاملے میں غور وفکر نہیں کرتا، اگر غور وفکر کرتا تو سمجھ جاتا، اگر سمجھ جاتا تو خوب جان لیتا کہ ربّ تعالیٰ کی تخلیق کو پہچاننے والی نشانی اس کی مخلوق اور وہ رِزْق ہے جو اُس نے اپنی مخلوق کے لئے پیدا فرمایا ہے۔

(حلية الاولياء، وهب بن منبه، ٤/ ٢٨، رقم: ٤٦٤٩)

(حکایت:21)

آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟

حضرت سیدنا معروف کرخی رَحمَۃُ اللہ علیہ نے ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی۔ نماز سے فراغت کے بعد امام صاحب نے پوچھا: آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟ حضرت سیدنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ارشاد فرمایا: ذرا ٹھہریئے! میں نے آپ کے پیچھے جو نماز پڑھی ہے پہلے اسے دُہرالوں۔ امام صاحب نے پوچھا: وہ کیوں؟ ارشاد فرمایا: اس لئے کہ جو اپنے رِزْق میں شک کرتا ہے وہ اپنے رازِق کے بارے میں بھی شک کرتا ہے۔

(المستطرف، ١/ ١٢٤)

رزق کی کشادگی وتنگدستی

قرآنِ کریم کے پندرھویں پارے میں سورۂ بنی اسرائیل کی آیت 30 میں ارشادِ ربِّ عظیم ہے:

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۰)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک تمہارا رب جسے چاہے رِزْق کشادہ دیتا اور کستا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کوخوب جانتا، دیکھتا ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے: رِزْق کشادہ یا تھوڑا کر دینا اللہ پاک کی قدرت میں ہے، وہی جس کا رِزْق بڑھانا چاہے بڑھا دیتا ہے اور جس کا کم کرنا چاہے کم کر دیتا ہے، وہ تمام لوگوں کے حالات اور مصلحتوں کو خوب جانتا ہے، لہٰذا اس نے جسے امیر بنایا وہ بھی حکمت کے مطابق ہے اور جسے غریب رکھا وہ بھی حکمت کے مطابق ہے۔

(روح البیان، الاسراء، تحت الآیۃ: ۳۰، ۵/۱۵۲، ملخصاً)

لوگوں کو امیر اور غریب بنائے جانے کی حکمتیں

تفسیر صراط الجنان جلد 5، صفحہ 452 پر ہے: اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو مالی اعتبار سے ایک جیسا نہیں بنایا بلکہ بعض کو امیر (Rich) بنایا اور بعض کو غریب (Poor) رکھا اور اِس میں اُس کی بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں، جیسے ایک حکمت یہ ہے کہ بعض لوگوں کے ایمان کی بھلائی اسی میں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مال عطا کرے اور اگر وہ غریب ہوں تو ان کا ایمان تباہ ہو جائے گا اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں کثیر مال عطا کرتا ہے اور بعض لوگوں کے ایمان کی بھلائی اسی میں ہوتی ہے کہ ان کے پاس مال کم ہو اور اگر ان کے پاس زیادہ مال آ جائے تو ان کا ایمان ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں غریب رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض کو امیر اور بعض کو غریب بنانے کی ایک حکمت یہ ہے کہ اس سے دُنْیَوی

www.dawateislami.net

معاملات کا انتظام اچھے طریقے سے چل رہا ہے اور ہر انسان کی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل ہو رہی ہے کہ اگر تمام انسانوں کو امیر کر دیا جائے تو اس سے دُنیوی معاملات کا نظام تباہ ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں کوئی کسی کا نوکر، خادم یا ملازم بننے کو تیار نہ ہو گا، یونہی کوئی گلیوں بازاروں، کچرا کنڈی اور باتھ روموں کی صفائی کرنے پر راضی نہ ہو گا، ایسے ہی کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے پر رضا مند نہ ہو گا جسے امیر لوگ پسند نہیں کرتے جیسے جوتوں کی سلائی، صفائی کا کام، حجامت بنانے اور کپڑوں کی سلائی کا کام وغیرہ، یوں شہری اور ملکی نظام کا جو حال ہو گا وہ ہر عقلمند آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس لئے ہر ایک کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالٰی کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے اور اس کی قضا پر راضی رہے اور اگر اس کے رِزق میں تنگی ہو تو صبر کرے اور رِزق میں وسعت ہو تو اللہ تعالٰی کا شکر ادا کرے۔ (صراط الجنان)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

میرا رزق کہاں ہے؟

حضرتِ سیِّدُ نا مکحول رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ سے روایت ہے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، نہ کوئی چیز طلب کرتا ہے، نہ پریشان و غمگین ہوتا ہے، اُس کا رِزق ماں کے پیٹ میں اس کے مخصوص خون سے آتا ہے، جب بچہ (بعدِ پیدائش) زمین پر پہنچتا ہے تو چیختا ہے اور اس کا چیخنا نئی جگہ کی وجہ سے ہوتا ہے، جب اس کی ناف کاٹی جاتی ہے تو اللہ پاک اس کا رِزق ماں کے دودھ میں منتقل کر دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس وقت بھی نہ کوئی خواہش کرتا ہے اور نہ غمگین و پریشان ہوتا ہے پھر بچہ تھوڑا بڑا ہو جاتا ہے تو ہاتھ میں کسی چیز کو پکڑ کر کھاتا ہے اور

جب بالغ ہوتا ہے تو کہتا ہے: میرے لئے رِزْق کہاں ہے؟ (حضرت مکحول رحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں:) ہائے افسوس تجھ پر! اس (ربِّ کریم) نے تجھے تیری ماں کے پیٹ اور بچپن میں غذا دی حتی کہ تُو سمجھ دار اور طاقت ور ہو گیا، اب تُو پوچھتا ہے: میرا رِزْق کہاں ہے؟ پھر آپ رحمۃُ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت کی:

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۸ (پ۱۳، الرعد:۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جانتا ہے جو کچھ کسی مادہ کے پیٹ میں ہے اور پیٹ جو کچھ گھٹتے اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے۔

(الدر المنثور، ۶۱۰/۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

(حکایت:22) گھر سے باہر نکال دو

تیسری صدی ہجری کے عظیم بزرگ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابوبکر شِبلی رحمۃُ اللّٰہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے بال بچوں کی کثرت کی شکایت کی، جواباً فرمایا: گھر جاؤ! اور ان میں سے جس کا رِزْق اللّٰہ پاک کے ذمۂ کرم پر نہ ہو اُسے گھر سے باہر نکال دو۔

(بریقة محمودیه، العاشر من أفات القلب، ۱۴۷/۲)

(حکایت:23) اولاد کو توکل کس طرح سکھایا

مَروی ہے کہ حضرت احمد بن حَرب رَحمۃُ اللّٰہ تعالیٰ علیہ نے اپنے کم عمر صاحبزادے کو

توکُّل کی تعلیم دینا چاہی، تو ایک دیوار میں سوراخ کر کے فرمایا: بیٹا! جب کھانے کا وقت ہو، اس سوراخ کے پاس آ کر طلب کرلیا کرنا، **اللہ** پاک عطا فرما دیا کرے گا۔ دوسری طرف اپنی زوجہ کو ارشاد فرما دیا کہ جب مقررہ وقت ہو، تم چپکے سے دوسری جانب کھانا رکھ دیا کرنا۔ حسبِ نصیحت بچہ سوراخ کے پاس آ کر کھانا طلب کرتا، والدہ دوسری جانب سے رکھ دیا کرتیں۔ طلب کے تھوڑی دیر بعد بچہ سوراخ میں ہاتھ ڈالتا تو کھانا موجود پا کر، اسے **اللہ** پاک کی طرف سے تصور کرتا۔ ایک دن ان کی والدہ کھانا رکھنا بھول گئیں حتی کہ کھانے کا وقت نکل گیا۔ جب انہیں خیال آیا تو جلدی سے بچے کے پاس پہنچیں، دیکھا کہ اس کے سامنے نہایت نفیس کھانا رکھا ہوا ہے اور وہ بہت رغبت سے اسے کھا رہا ہے۔ والدہ نے حیرانی سے پوچھا: بیٹا! یہ کھانا کہاں سے آیا؟ عرض کی: جہاں سے روزانہ **اللہ** کریم عطا فرماتا ہے۔ والدہ نے یہ سارا واقعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا، آپ رَحمَۃُ اللہ تعالٰی علیہ نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: ”اب تمہیں کھانا رکھنے کی ضرورت نہیں، **اللہ** پاک بلا واسطہ ہی پہنچاتا رہے گا۔“ (تذکرۃ الاولیاء، احمد حرب، ۲۱۹/۱)

(حکایت:24) اپنے ربِّ کریم پر توکل کروں گا

حضرت سیِّدُنا کعب قُرَظی رحمۃُ اللہ علیہ کو بہت سا مال ملا تو ان سے کہا گیا: اچھا ہوتا اگر آپ اپنے بعد اپنی اولاد کے لئے جمع رکھتے۔ انہوں نے فرمایا: نہیں! بلکہ میں اسے اپنے لئے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے پاس جمع کروں گا اور اپنی اولاد کے معاملہ میں اپنے ربِّ کریم پر

توکُّل کروں گا۔(إحياء علوم الدين، کتاب ذم البخل...الخ، بيان ذم المال...الخ، ۲۸۹/۳)

وعدہ پورا کر دیجئے!

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: شریعتِ مُطَہَّرہ نے نماز میں کوئی ذِکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زَبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنٰی مراد نہ ہوں۔ (فتاوی رضویہ، ۵۶۷/۲۹) تو (اس فرمان کی روشنی میں) آپ کی یاددہانی کے لئے عرض ہے کہ نمازِ وتر میں آپ دعائے قُنوت تو پڑھتے ہی ہوں گے، جس میں (یہ بھی) ہے: ”نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ“ یعنی (یااللہ) ہم تجھ پر توکُّل کرتے ہیں، لہٰذا اپنے ربِّ کریم سے کئے جانے والے اِس وعدے پر عمل شروع کر ہی دیجئے۔

پرندوں کی طرح رزق ملے گا

مدینے کے سلطان، سردارِ دوجہان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ ذیشان ہے: اگر تم اللہ پاک پر ایسا توکُّل کرو جیسا کرنے کا حق ہے تو تمہیں ایسے رِزْق ملنے لگے گا جیسے پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں مگر شام کو سیر ہو کر لَوٹتے ہیں۔

(ترمذی، کتاب الزھد، باب فی التوکُّل علی اللہ، ۱۵۴/۴، حدیث: ۲۳۵۱)

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان فرماتے ہیں: حقِّ توکل یہ ہے کہ فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کو ہی جانے، بعض نے فرمایا کہ کَسب کرنا نتیجہ اللہ پر چھوڑنا حقِ توکُّل ہے، جسم کو کام میں لگائے، دل کو اللہ سے وابستہ رکھے۔ تجربہ بھی ہے کہ اللہ پر توکُّل کرنے والے بھوکے

نہیں مرتے۔خیال رہے کہ پرندے تلاشِ رِزْق کے لیے آشیانہ سے باہر ضرور جاتے ہیں، ہاں! درختوں میں چلنے کی طاقت نہیں تو اُنہیں وہاں ہی کھڑے کھڑے کھاد پانی پہنچتا ہے۔

(مراۃ المناجیح، ۷/۱۱۳)

(حکایت:25) سونے چاندی کے پیالوں میں کھانا

حضرتِ سیِّدُ نا ذوالنون مصری رحمۃ اللّٰہ علیہ کی توبہ کا سبب یہ بنا کہ آپ نے ایک نابینا پرندے کو دیکھا جس کے قریب کسی قسم کا دانہ پانی نہ تھا، آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سوچنے لگے کہ یہ کیا کھاتا پیتا ہوگا؟ اسی دوران اچانک زمین سے دو پیالے ظاہر ہوئے جن میں سے ایک سونے (Gold) کا تھا جس میں پانی تھا جبکہ دوسرا چاندی (Silver) کا تھا جس میں گندم (Wheat) کے دانے موجود تھے۔اس پرندے نے گندم کے دانے کھائے اور پانی پیا جس کے بعد وہ پیالے غائب ہوگئے۔یہ منظر دیکھ کر آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ پر رِقّت طاری ہوگئی، آپ نے اسی وقت **اللّٰہ** پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کرلی۔

(المستطرف ، الباب الثامن والسبعون ، ۲/ ٤٥٥)

(حکایت:26) دو بزرگ اور دو پرندے

ایک مرتبہ دوعظیم بزرگوں حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم اور حضرتِ سیِّدُ نا شَقیق بَلْخِی رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہما کی مکۂ مکرمہ زادَھَااللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْماً میں ملاقات ہوئی، حضرتِ سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رَحمَۃُ اللّٰہ الاکرم نے حضرتِ سیِّدُ نا شَقیق رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے پوچھا: راہِ

سلوک کی ابتدا میں آپ کے ساتھ کون سا ایسا واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ اس مقام تک پہنچ گئے؟ آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں جنگل میں تھا اچانک مجھے ایک پرندہ نظر آیا جس کے پَر ٹُوٹے ہوئے تھے، میں نے اپنے دل میں کہا: یہ پرندہ اپنی غذا کیسے حاصل کرتا ہوگا؟ بس اس خیال کے آتے ہی میں وہیں کھڑا ہوگیا اور ارادہ کیا کہ آج یہ دیکھ کر جاؤں گا کہ اس پرندے کو غذا کہاں سے ملتی ہے؟ میں وہیں کھڑا سوچتا رہا۔ کچھ دیر بعد ایک پرندہ اپنی چونچ میں ایک ٹِڈّی پکڑے ہوئے وہاں آیا اور اس ٹُوٹے پروں والے پرندے کے منہ میں وہ ٹِڈّی ڈال کر واپس اُڑ گیا۔ اللہ پاک کی اس شانِ رزّاقی پر میں عَش عَش کر اٹھا اور اپنے نفس سے کہا: اے نفس! جو خدائے بُزُرگ و بَرتَر، خالق و مالک صحیح سلامت پرندے کے ذریعے جنگل و بیابان میں اس معذور پرندے کو رِزْق عطا فرماتا ہے وہ ہی پروردگار عَزَّوَجَلَّ مجھے رِزْق عطا فرمانے پر قادِر ہے، چاہے میں کہیں بھی ہوں۔ بس اس دن سے میں نے تمام دُنیوی مشاغل ترک کر دیئے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوگیا اور آج آپ کے سامنے ہوں۔ یہ سن کر حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رَحمَۃُ اللّٰہ الاکرم نے فرمایا: اے شَقِیق! تم اس پرندے کی طرح کیوں نہ ہوگئے جو تندرست تھا اور بیمار پرندے تک اس کا رِزْق پہنچا رہا تھا، اگر تم اس جیسے ہوتے تو تمہارے لئے بہت اچھا تھا، کیا تم نے رسولُ اللّٰہ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ فرمان نہیں سنا: **اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔** (بخاری، ۱/ ۴۸۲، حدیث: ۱۴۲۷) اے شَقِیق! مومن کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اُمور میں اُس مرتبے ومقام کو

پسند کرتا ہے جو اعلیٰ ونفیس ہو یہاں تک کہ وہ نیکو کاروں کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم علیہ رحمۃُ اللّٰہ الاکرم کی حکمت بھری باتیں سن کر حضرتِ سیِّدُنا شَقِیق بَلْخِی رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بڑی محبت سے بوسہ دیتے ہوئے کہا: اے ابواسحٰق! آپ ہمارے اُستاذ ہیں۔

(عیون الحکایات، الحادیة والعشرون بعد الثلاثمائة، ص۲۸۵)

رِزْق عقل سے نہیں قسمت سے ملتا ہے

حضرت امام محمد غزالی رحمۃُ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں: ایران کے کسی بادشاہ نے ایک دانا (یعنی عقل مند) سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ (کبھی) بیوقوف کو رِزْق مل جاتا ہے اور عقلمند محروم رہ جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا: دراصل **اللہ** پاک اس کے ذریعے لوگوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ وہی رِزْق دینے والا ہے کیونکہ اگر ہر عقلمند کو رِزْق ملتا اور ہر بیوقوف محروم رہتا تو یہ گمان ہوتا کہ عقل نے ہی صاحبِ عقل کو رِزْق دلایا ہے، جب لوگوں نے اس کے برعکس معاملہ دیکھا تو جان لیا کہ سوائے **اللّٰہ** پاک کے کوئی بھی رِزْق دینے والا نہیں اور صرف ظاہری اَسباب پر بھروسا کرنا مناسب نہیں، ایک شاعر نے کہا ہے:

وَلَوْ كَانَتِ الْاَرْزَاقُ تَجْرِيْ عَلَى الْحِجَا   هَلَكْنَ اِذًا مِنْ جَهْلِهِنَّ الْبَهَائِمُ

ترجمہ: اگر رِزْق عقل کے سبب ملتا تو چوپائے اپنی جہالت کی وجہ سے کب کے ہلاک ہو چکے ہوتے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب التوحید والتوکُّل، ۴/۳۴۰)

تقویٰ اور توکل اپنانے کا فائدہ

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت ابوذَر غفاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ(۲) وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو (پ۲۸، الطلاق:۲،۳)

پھر ارشاد فرمایا: اگر تمام لوگ اس آیت پر عمل کرلیں تو یہ اُن سب کیلئے کافی ہو جائے۔ (المسند للامام احمد بن حنبل، ۸/ ۱۳۱، حدیث: ۲۱۶۰۷) یعنی اگر اس آیت کریمہ پر تمام دنیا عمل کرے دین و دنیا کے رنج و غم سے اور فکروں سے آزاد ہوجائے، یہ ایک آیت سب کے لیے کافی ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۷/۱۲۱)

(حکایت:27) توکل کی برکت سے قرضہ اُتر گیا

مدینے کے سلطان، رحمتِ عالمیان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے ایک شخص نے دوسرے شخص سے ایک ہزار دینار بطور قرض مانگے۔ اُس نے کہا: تم کسی گواہ کو لے کر آؤ! تاکہ وہ اس قرض پر گواہ بنے۔ قرض مانگنے والے نے کہا: اللہ پاک کا گواہ ہونا کافی ہے۔ دوسرے شخص نے کہا: پھر تم کسی کفیل کو لے کر آؤ! اس نے جواب دیا: اللہ پاک کا کفیل ہونا کافی ہے۔ اس پر دوسرے شخص نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو، پھر اس نے

ایک مقررہ مدت کے وعدے پر اسے ہزار دینار بطورِ قرض دے دیئے۔ قرض لینے والا شخص اپنے کام کے سلسلے میں دریا کے پار گیا اور اپنا کام مکمل کیا۔ اس کے بعد اس نے کشتی (Boat) کی تلاش شروع کی تاکہ وعدے کے مطابق وقت پر قرض ادا کرسکے لیکن کوئی کشتی نہ ملی۔ تب اس نے ایک لکڑی کو کھوکھلا کیا اور اس کے اندر 1000 دینار اور قرض خواہ کے نام ایک پرچہ لکھ کر رکھا اور کسی چیز سے لکڑی کا منہ بند کردیا۔ پھر وہ اس لکڑی کو لے کر دریا پر آیا اور یہ دعا کی: یا **اللہ**! تجھے خوب علم ہے کہ میں نے فلاں شخص سے ایک ہزار دینار قرض لئے تھے۔ اس نے مجھ سے کفیل کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا: **اللہ** پاک کا کفیل ہونا کافی ہے، پس وہ تیری کفالت پر راضی ہوگیا، اور اس نے مجھ سے گواہ لانے کا مطالبہ کیا تو میں نے کہا: **اللہ** پاک کا گواہ ہونا کافی ہے، تو وہ تیری گواہی پر راضی ہوگیا۔ میں نے کشتی تلاش کرنے کی پوری کوشش کی تاکہ میں اس کو رقم پہنچادوں لیکن میں ناکام رہا، اب میں یہ رقم والی لکڑی تیری اَمان میں دیتا ہوں۔ پھر اس شخص نے وہ لکڑی دریا میں ڈال دی اور وہاں سے واپس آگیا۔ دوسری طرف قرض خواہ بھی دریا کے پاس آیا کہ شاید کوئی کشتی نظر آئے جو اس کا مال لیکر آرہی ہو۔ اتنے میں اسے دریا کے کنارے وہ لکڑی نظر آئی جس میں ایک ہزار دینار موجود تھے۔ اس نے ایندھن کے طور پر استعمال کیلئے وہ لکڑی اٹھالی، جب اسے چیرا تو اس میں ایک ہزار دینار اور پیغام پر مشتمل پرچہ ملا۔ چند دن بعد قرض لینے والا شخص دریا پار کرکے آیا اور ایک ہزار دینار لاکر کہنے لگا: **اللہ** کی قسم! میں مسلسل کشتی تلاش کرتا رہا تاکہ تمہاری رقم وقت پر پہنچا سکوں لیکن

آج سے پہلے مجھے کشتی نہیں ملی۔قرض خواہ نے اس سے پوچھا: کیا تم نے میری طرف کوئی چیز بھیجی تھی؟ مقروض نے جواب دیا: میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ مجھے آج سے پہلے کوئی کشتی نہیں ملی جس پر میں تمہارے پاس آتا۔قرض خواہ نے کہا: بےشک **اللہ** پاک نے تمہاری وہ رقم مجھے پہنچادی ہے جو تم نے لکڑی میں رکھ کر میرے پاس بھیجی تھی، چنانچہ وہ شخص ایک ہزار دینار لے کر خوشی سے واپس چلا گیا۔ (بخاری، کتاب الکفالۃ، ٢/ ٧٣، حدیث: ٢٢٩١)

میں نے اس کا قرض ادا کر دیا

حضرتِ سیِّدُنا خُلَیْد رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے: کسی شخص کو کوئی حاجت دَرپیش ہو اور وہ اپنی امانت کے بدلے **اللہ** پاک پر بھروسا کرتے ہوئے قرض لے اور پھر اس رقم کو بغیر فضول خرچی کے استعمال کرے، قرض ادا کرنے سے پہلے پہلے اگر اس کا انتقال ہوجائے تو **اللہ** پاک اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: یہ میرا بندہ ہے اسے ضرورت دَرپیش ہوئی، اُس نے مجھ پر بھروسا کرتے ہوئے قرض لیا پھر اسے بغیر اِسراف کے خرچ کیا، تم گواہ ہوجاؤ! میں نے اس کا قرض ادا کر دیا اور اس کے قرض خواہ کو اس سے راضی کر دیا۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا ،کتاب التوحید والتوکُّل، ١/ ١٤٢، رقم: ١٣)

(حکایت:28) قرض چُکانے کی پریشانی ختم ہوگئی

حضرت سیِّدُنا مُمْشاد دِینَوَری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ پر کچھ قرضہ تھا جس کی وجہ سے میرا دل پریشان رہتا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے: اے بخیل! تُو

نے اتنی مقدار میں قرضہ لیا ہے، تُو قرضہ لے لیا کر اور پرواہ نہ کیا کر، لینا تیرا کام ہے اور ادا کرنا ہماری ذمہ داری ہے، آپ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے کبھی بھی سبزی فروش اور قصّاب (یعنی گوشت والے) وغیرہ سے حساب کتاب نہیں کیا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب التوحید والتوکُّل، ۳۳۵/۴)

دو قسم کے لوگ کامیاب ہوتے ہیں

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے بارہا اپنے شیخ ابو محمد رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ سے سنا کہ ''دنیا میں دو شخص ہی کامیاب ہوتے ہیں، ایک جرأت مند آدمی اور دوسرا توکُّل کرنے والا۔'' (پھر امام غزالی فرماتے ہیں:) یہ ایک جامع فقرہ (Phrase) ہے، کیونکہ جرأت مند شخص اپنی قوتِ ارادی اور جرأتِ قلب سے جس کام کا اِرادہ کرتا ہے اُسے کر گزرتا ہے اور کوئی چیز اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں بنتی، جبکہ متوکّل شخص اس لئے کامیاب ہے کہ وہ وعدۂ خداوندی پر اپنی بصیرت اور یقینِ کامل سے اعتماد رکھتا ہے اور ہر کام کرتے وقت اسے ربِّ کریم پر کامل بھروسا ہوتا ہے، وہ اپنا اِرادہ پورا کرنے میں کسی انسان سے نہیں ڈرتا اور نہ شیطانی وسوسے اس کے لئے رُکاوٹ بن سکتے ہیں، اس لئے وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجاتا ہے۔ (منہاج العابدین، ص ۱۰۳)

اللہ والوں پر چار عطائیں

بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: چار

چیزیں **اللہ** پاک اپنے محبوب بندوں کو ہی عطا فرماتا ہے: (1) خاموشی جو کہ اَوَّلین عبادت ہے (2) توکُّل (3) عاجزی و اِنکساری، اور (4) دنیا سے بے رغبتی۔

(موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب التواضع و الخمول، ۳/ ٥٦١، حدیث: ۱۲۷)

(حکایت:29) ایک متوکّل اور دانا بچی

حضرتِ سیِّدُنا حاتم اَصم رحمۃُ اللہ علیہ کے اہل وعیال کثیر تھے اور آپ کو مالی تنگی (Financial Problem) کا سامنا بھی رہتا تھا لیکن آپ کا توکُّل مثالی تھا۔ ایک رات اپنے رُفقا سے گفتگو فرما رہے تھے کہ حج کا تذکرہ چل نکلا، آپ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کے دل میں سفرِ حَرَمینِ طیبین کے اَرمان مچلنے لگے۔ جب گھر تشریف لائے تو اہلِ خانہ سے فرمایا: اگر تم اِجازت دو تو اس سال میں حج کے لئے چلا جاؤں اور وہاں جا کر تمہارے لئے دعا کروں! بیوی بچوں نے عرض کی: آپ کے پاس کوئی رقم نہیں اور ہم لوگ فاقوں کا شکار ہیں، ہمیں ایسی حالت میں چھوڑ کر آپ حج کیلئے کیسے جاسکتے ہیں؟ لیکن آپ رَحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ کی چھوٹی بچی کہنے لگی: اگر تم لوگ انہیں اجازت دے دو تو تمہارا کیا جائے گا! یہ جہاں جانا چاہتے ہیں انہیں جانے دو، یہ ہمارے رازِق (یعنی رِزْق دینے والے) نہیں بلکہ رِزْق ملنے کا وسیلہ ہیں۔ جب گھر کے دیگر افراد نے چھوٹی بچی کا جذبۂ توکُّل دیکھا تو کہنے لگے: **واللہ**! یہ بچی سچ کہتی ہے، حضور! آپ جب جانا چاہیں چلے جایئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اسی وقت اِحرام باندھا اور سُوئے حَرَم روانہ ہو گئے۔

صبح جب آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ کے حج کیلئے جانے کی خبر مشہور ہوئی تو پڑوسی آکر گھر والوں کو سمجھانے لگے کہ ایسی فقر و فاقہ کی حالت میں آپ لوگوں نے انہیں کیوں جانے دیا! آپ رحمۃ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے دوست احباب بھی آپ کی جدائی پر اَفسُردہ ہوگئے۔ یہ معاملہ دیکھ کر گھر کے دیگر اَفراد اس چھوٹی بچی کو ملامت کرنے لگے کہ اگر تم اس وقت خاموش رہتیں تو یہ سب کچھ نہ ہوتا۔ اس پر اس بچی نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے مالک ومولا! مجھے ان لوگوں کے سامنے رُسوا نہ فرما، انہیں اپنے فضل وکرم کا جلوہ دکھادے اور ظاہر فرمادے کہ تُو انہیں نقصان نہ ہونے دے گا۔

اسی دوران شہر کا حاکم (City Mayor) جو شکار کیلئے نکلا تھا اور راستے میں اپنے قافلے سے بچھڑ گیا تھا، حسنِ اتفاق سے وہ اپنے چند مُصاحبوں کے ساتھ آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کے گھر کے باہر آن پہنچا اور دروازہ بجا کر پانی طلب کیا۔ جب گھر والوں نے پوچھا: کون؟ تو بتایا گیا: تمہارے دروازے پر اس شہر کا حاکم کھڑا ہے اور پانی کا طلب گار ہے۔ یہ سن کر آپ کی زوجہ محترمہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور عرض کی: **یااللّٰہ**! تیری بھی کیا شان ہے، کل ہم نے بھوک کے عالَم میں رات گزاری اور آج حاکمِ شہر ہمارے دروازے پر کھڑا پانی مانگ رہا ہے! پھر انہوں نے ایک نئے پیالے میں پانی بھر کر حاکم کو بھیجا اور پیغام دیا کہ ہماری معذرت قبول فرمائیں (کہ ہم آپ کی اس سے زیادہ خدمت کرنے سے قاصر ہیں۔) حاکمِ شہر نے جب پانی پیا تو اسے عجیب فرحت ملی۔ اس نے پوچھا: کیا یہ کسی امیر کا گھر ہے؟ لوگوں

نے کہا: نہیں! یہ ایک نیک بندے حاتم اَصَم کا گھر ہے۔ حاکمِ شہر نے کہا کہ یہ نام تو میں نے بھی سن رکھا ہے۔ اتنے میں حاکم کے وزیر نے عرض کی: میرے آقا! میں نے سنا ہے کہ حاتم اَصَم گزشتہ کل سفرِ حج پر روانہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے اہل وعیال کیلئے کچھ نہیں چھوڑا اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ گھر والوں نے کل رات بھوک میں گزاری ہے۔ حاکم نے کہا: آج ہم لوگ بھی ان پر بوجھ بن گئے ہیں اور یہ بات مُرَوَّت کے خلاف ہے کہ ہم جیسے لوگ ایسوں پر بوجھ بنیں! پھر حاکمِ شہر نے اپنی کمر سے قیمتی پیٹی اُتار کر گھر کے اندر ڈال دی اور اپنے ہمراہیوں سے کہا: جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ بھی اپنی پیٹی اس گھر میں ڈال دے۔ یہ سن کر سب نے اپنی پیٹیاں اُتار کر گھر میں ڈال دیں اور واپسی کیلئے روانہ ہو گئے۔ وزیر نے کہا: اے گھر والوں! تم پر سلام ہو! میں کچھ ہی دیر میں ان پیٹیوں کی قیمت لیکر آتا ہوں۔ جب حاکمِ شہر اپنے محل میں واپس پہنچ گیا تو وزیر واپس آیا اور کثیر رقم دیکر پیٹیاں واپس لے گیا۔ یہ سارا ماجرہ دیکھ کر چھوٹی بچی زار وقطار رونے لگی۔ گھر والوں نے حیرانی سے کہا: یہ تو خوشی کا مقام ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں وُسعت وکُشادَگی عطا فرمائی ہے اور تم رو رہی ہو! چھوٹی بچی بولی: امی جان! میں اسلئے رو رہی ہوں کہ ہم نے کل رات بھوک کے عالَم میں گزاری تھی، جب مخلوق نے ہمارے حال پر نظر کی تو فقر وغربت کے بعد ہمیں غنی کر دیا۔ خالقِ کریم جب ہمارے حال پر نظر فرمائے گا تو لمحہ بھر کیلئے بھی ہمیں کسی کا محتاج نہ رہنے دے گا۔ پھر بچی نے بارگاہِ خداوندی میں دعا مانگی: اے اللہ! ہمارے والد پر نظرِ رحمت فرما اور ان کیلئے

www.dawateislami.net

آسانی فرمادے۔

دوسری طرف حضرتِ سیِّدُنا حاتم اَصم رحمۃُ اللّٰہ علیہ جب قافلے کے ساتھ حج کیلئے روانہ ہوئے تو راستے میں امیرِ قافلہ شدید بیمار ہوگیا۔لوگوں نے اس کے علاج کیلئے کسی طبیب کی تلاش کی لیکن کوئی نہ ملا۔امیرِ قافلہ نے پوچھا کہ کیا ہمارے ساتھ کوئی نیک بندہ موجود ہے؟لوگوں نے آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کا نام لیا۔چنانچہ آپ امیر کے پاس تشریف لے گئے اوراس کیلئے دعا فرمائی تو اسی وقت اس کی تکلیف دور ہوگئی۔امیر نے حکم دیا: ان کیلئے کھانے پینے اور سواری کا انتظام کردیا جائے۔آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ اس رات اپنے اہل وعیال کیلئے پریشان تھے اوراسی حالت میں آپ کی آنکھ لگ گئی۔خواب میں کسی نے کہا: اے حاتم! جو ہمارے ساتھ اپنا معاملہ دُرست کرلیتا ہے ہم بھی اس کے ساتھ اپنا معاملہ دُرُست کرلیتے ہیں، پھر آپ کو اہل وعیال کے ساتھ پیش آنے والے معاملے کی خبر دی گئی۔حج کے بعد جب آپ واپس گھر تشریف لائے تو آپ کی چھوٹی بچی آپ کے گلے لگ کر رونے لگی۔ اس موقع پر وہاں موجود چھوٹے بچوں نے بڑوں سے کہا: **اللّٰہ** پاک اس کی طرف نظر نہیں فرماتا جو عمر کے اعتبار سے بڑا ہو بلکہ اس کی نظرِ رحمت تو اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے جو **اللّٰہ** پاک کی زیادہ معرفت رکھتا ہو اس لئے **اللّٰہ** کریم کی معرفت اوراس پر توکُّل کو اپنے اوپر لازِم کرلو کیونکہ جو **اللّٰہ** پر بھروسا کرتا ہے تو وہ اس کیلئے کافی ہوجاتا ہے۔

(المستطرف،الباب العاشر، ۱/ ص ۱۱۷)

توکل کرنے والے پر شیطان قابو نہیں پاتا

اللہ پاک فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ (پ۱۴، النحل:۹۹)

ترجمہ کنز الایمان: بیشک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

شیطان سے حفاظت کا وظیفہ

حضرتِ سیِّدُنا کعب رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنے گھر سے باہر نکلے اور یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو فرشتہ کہتا ہے: تجھے ہدایت دی گئی، تیری حفاظت کی گئی اور تیری کفایت کی گئی، پھر اگر شیطان آئیں تو آپس میں کہتے ہیں: تم اُس شخص کو کیسے نقصان پہنچا سکتے ہو جسے ہدایت، کفایت اور حفاظت حاصل ہو۔

(موسوعة الامام ابن ابی الدنیا، کتاب التوحید والتوکُّل، ۱/۱۴۶، رقم: ۲۱)

(حکایت:30) ڈراؤنے شخص سے نجات ملی

ایک کوفی نے حضرتِ سیِّدُنا بُہیم ابوبکر عِجلی رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے بیان کیا کہ میں اپنے باغ میں موجود تھا مجھے ڈراؤنی شکل کا ایک کالا آدمی دکھائی دیا میں گھبرا گیا، اور حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ پڑھا، تو وہ کالا شخص زمین میں دھنس گیا اور میں مسلسل اُسے دیکھ رہا تھا میں

نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کوئی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ (پ۲۸، الطلاق:۳) ﴿ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللّٰہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُسے کافی ہے بیشک اللّٰہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے﴾، جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ (موسوعة ابن ابی الدنیا ،کتاب التوحید والتوکُّل، ۱/۱۵۲، رقم:۳۲)

(حکایت:31) شیطان خدمت کرنے لگا

حضرتِ سیِّدُنا ایوب حَمَّال رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سے منقول ہے کہ ہمارے علاقے میں ایک مُتَوَکِّل نوجوان رہتا تھا۔ وہ عبادت وریاضت اورتَوَکُّل کے معاملے میں بہت مشہور تھا۔ لوگوں سے کوئی چیز نہ لیتا۔ جب بھی کھانے کی حاجت ہوتی اپنے سامنے سِکّوں (Coins) سے بھری ایک تھیلی پاتا۔ اسی طرح وہ اپنے شب وروز عباداتِ الٰہی میں گزارتا اور اسے غیب سے رِزق دیا جاتا۔ ایک دفعہ لوگوں نے اس سے کہا: اے نوجوان! تو سِکّوں کی وہ تھیلی لینے سے ڈر! ہوسکتا ہے شیطان تجھے دھوکا دے رہا ہو اور وہ تھیلی اسی کی طرف سے ہو۔ نوجوان نے کہا: میری نظر تو اپنے پاک پروردگار کی رحمت کی طرف ہوتی ہے، جب میرا مولیٰ کریم مجھے رِزْق عطا فرماتا ہے تو میں لے لیتا ہوں، بالفرض اگر وہ سِکّوں کی تھیلی میرے دشمن شیطان کی طرف سے ہو تو اس میں میرا کیا نقصان بلکہ مجھے فائدہ ہی ہے کہ میرا دشمن میرے لئے مُسَخَّر (یعنی تابع) کردیا گیا ہے، اگر واقعی ایسا ہے تو اللّٰہ تبارک وتعالٰی اُسے میرا خادِم بنائے رکھے۔ اس سے زیادہ اچھی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ میرا سب سے بڑا دشمن خادِم بن کر میری خدمت کرے اور میں اس کی طرف نظر نہ رکھوں بلکہ یہ سمجھوں کہ میرا ربِّ کریم مجھے

www.dawateislami.net

دشمن کے ذریعے رِزْق عطا فرما رہا ہے۔

(عیون الحکایات ، الحادیة والتسعون بعد المأتین ، ص ٢٦٥)

اے عاشقانِ رسول! یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے ربِّ کریم کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو فارغ کرلیتا ہے اللّٰہ پاک اسے دُنیوی پریشانیوں سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔ جواُس خالق و مالک کریم کے کاموں میں لگ جاتا ہے تو وہ مُسَبِّبُ الاسباب اسے ایسے ایسے اَسباب مہیا فرماتا ہے کہ جن کے بارے میں وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اللّٰہ پاک ہمیں بھی ایسا یقینِ کامل عطا فرمائے کہ ہماری نظر اَسباب پر نہ ہو بلکہ خالقِ اسباب کی طرف ہو۔ اللّٰہ پاک ہمیں توکُّل کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

گناہوں میں مشغولی رِزق سے محرومی کا ایک سبب ہے

سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیبُہٗ یعنی بلاشبہ انسان گناہ کی نُحُوست کی وجہ سے رِزْق سے محروم کردیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ ، کتاب الفتن ، باب العقوبات ، ٤/ ٣٦٩ ، حدیث : ٤٠٢٢)

مُفَسِّرِ شَہِیر حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: اِس فرمان کے چند معنی ہیں: **ایک** یہ کہ گناہوں سے رِزْقِ آخرت یعنی ثوابِ اعمال گھٹ (یعنی کم ہو) جاتا ہے، **دوسرے** یہ کہ مؤمن کا گناہوں کی وجہ سے رِزْقِ رُوحانی یعنی اِخلاص، اطمینانِ قلب، دل کا چین وسکون، رغبت اِلَی اللّٰہ گھٹ (یعنی کم ہو) جاتی ہے،

تیسرے یہ کہ مؤمن اپنے گناہوں کی وجہ سے تنگیٔ رِزق یا بلاؤں میں گرفتار ہوجاتا ہے، تا کہ ان کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کر کے پاک وصاف ہو کر دنیا سے جائے، لہٰذا اِس فرمان پر یہ اِعتراض نہیں کہ اکثر مُتقی پرہیزگار لوگ مَفلُوکُ الحال (یعنی غُربت میں) ہوتے ہیں اور فاسِق و بدکار بڑے مالدار۔ (مراٰۃ المناجیح، ۶/۵۲۵)

جو لکھا ہے وہی پہنچے گا

اللہ پاک فرماتا ہے:

قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَاۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ(۵۱) (پ۱۰، التوبۃ:۵۱)

ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ! ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا، وہ ہمارا مولیٰ ہے، اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

حضرتِ سیِّدُنا امام فخرالدّین رازی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ ہمیں جو بھی بھلائی اور برائی، خوف وامید اور سختی ونرمی پہنچتی ہے وہ اللہ پاک کے یہاں ہماری تقدیر میں لکھی ہوئی ہے، اور لکھے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سب باتوں کو جانتا اور ان کا فیصلہ بھی فرماتا ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں: اگرچہ اللہ پاک پر اپنے کسی بندے کے لئے کچھ بھی کرنا واجِب نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اللہ کریم بڑی رحمت والا اور بہت احسان وفضل فرمانے والا ہے، لہٰذا لازِم ہے کہ بندہ اسی پر توکُّل کرے اور اس کے فضل و رحمت کے علاوہ ہر چیز کی خواہش اپنے دل سے نکال دے۔

(التفسیر الکبیر، سورۃ التوبۃ، ۶/۶۶، تحت الآیۃ: ۵۱)

جو مقدر میں نہیں وہ کسی طرح نہ ملے گا

حضرت سیدنا ابوحازِم رَحْمَۃُ اللّٰہ علیہ نے فرمایا: جو چیز میرے مقدر میں نہیں ہے اگر میں ہوا پر بھی سوار ہو جاؤں تو اُسے نہیں پا سکتا۔(المستطرف،۱/ ۱۲٤)

(حکایت:32)

رزق تمہیں تلاش کرے گا

حضرتِ سیِّدُنا حاتم اَصم رَحمۃُ اللّٰہ علیہ نے ایک شخص کو بہت بھاگ دوڑ کرتے دیکھا تو فرمایا: تم کیا تلاش کر رہے ہو؟ عرض کی: میں اپنا رِزْق تلاش کر رہا ہوں، فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ کہاں ہے؟ جواب دیا: نہیں، فرمایا: اگر وہ تمہارے سامنے آجائے تو کیا تم اسے پہچان لوگے؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: میں نے اس سے زیادہ عجیب شخص نہیں دیکھا کہ جو ایک چیز کی طلب میں بھاگ دوڑ کر رہا ہے لیکن یہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے، اور اگر وہ سامنے آجائے تو اسے پہچان بھی نہیں سکتا، اے شخص! تمہیں رِزْق تلاش کرنے کا نہیں بلکہ رِزْق کو تمہیں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، تم اسے دن کی روشنی میں بھی نہیں پہچان سکتے، لیکن وہ تمہیں آدھی رات کو بھی پہچان لے گا۔(بریقة محمودیة ، القسم الثانی فی الاخلاق الذمیمة ، الاربعون التعلیق ...الخ ، ۳/ ۸۸)

(حکایت:33)

تم نہ پہنچتے تو یہ تم تک پہنچ جاتی

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہما سے مروی ہے: ایک سائل نے بارگاہِ رسالت میں دستِ سوال دراز کیا، آپ صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک گری ہوئی کھجور سائل کو

www.dawateislami.net

دے کر فرمایا: اگر تم اِس تک نہیں پہنچتے تو یہ تم تک پہنچ جاتی۔

(شعب الایمان، ۲/ ۷۰، حدیث : ۱۱۹۰)

کوئی بھی اپنا رِزق پائے بغیر نہیں مرے گا

سیِّد عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: کوئی بھی شخص اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اپنا رِزق مکمل نہ پالے اگرچہ رِزق ملنے میں تاخیر ہو جائے، لہٰذا اللہ پاک سے ڈرو اور عمدہ طور پر روزی حاصل کرو، حلال کو لے لو اور حرام کو چھوڑ دو۔

(ابن ماجه، کتاب التجارات، باب الاقتصاد فی ...الخ، ۳/ ۹، حدیث : ۲۱۴۴)

حضرتِ سیِّدُنا علامہ عبدالرَّءوف مناوی رحمۃُ اللّٰہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: اللّٰہ پاک بندے کو رِزق ضرور عطا فرماتا ہے، لہٰذا رِزق کے خیال ہی میں گم رہنے کا کوئی فائدہ نہیں، اور رِزق محض جِدّ و جُہد سے حاصل نہیں ہوتا کیونکہ کبھی ذہین و دانشمند آدمی بھی کوشش کے بعد اپنا مطلوبہ رِزق پانے میں کامیاب نہیں ہوتا اور کبھی ایک کُند ذہن اپنا مطلوب آسانی سے پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اس سب کا دار و مدار یقین پر ہے، کیونکہ جب بندہ یہ بات اپنے پیشِ نظر رکھے گا کہ اس کا رِزق مقرر ہے تو یہ بات بھی اس پر ظاہر رہے گی کہ جو مقدر میں نہ ہو اسے طلب کرنا تو بس ایک مشقت ہے کیونکہ اس سے صرف لالچ و حرص ہی بڑھ سکتی ہے، یوں وہ اپنے رِزق پر قناعت کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ (فیض القدیر، ۳/ ۲۰۶، تحت الحدیث : ۳۰۱۲)

(حکایت:34) بھنا ہوا ہرن

حضرت سیِّدُنا ابوتراب نَخشَبی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور میرے چند رفقاء مکۃ المکرّمہ زادَھَا اللّٰہُ شَرَفًاوَّ تَعظِیْمًا کی طرف سفر پر روانہ ہوئے۔ میں نے سب سے الگ تھلگ رہ کر سفر کرنا پسند کیا اور انہیں چھوڑ کر اکیلا ہی سفر کرتا رہا، چلتے چلتے جب بھوک نے بہت زیادہ ستایا تو میرے دوستوں نے ایک ہرن شکار کیا اور ذَبح کرنے کے بعد اسے بُھونا پھر سب مل کر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ابھی انہوں نے کھانا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ایک گِدھ آیا، اس نے بُھنے ہوئے ہرن پر حملہ کیا اور اس کا چوتھائی حصہ اٹھا کر لے گیا۔ میرے رفقا کا کہنا ہے: ہم اسے دیکھ رہے تھے مگر اسے روک نہیں سکتے تھے۔ آپ رَحمۃُ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: جب ہم سب دوست مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: کیا تمہیں دورانِ سفر کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! ہمیں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔ پھر انہوں نے گِدھ اور ہرن والا واقعہ سنایا۔ ان سے یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے کہا: فُلاں دن فُلاں وقت میں مکہ پاک کی طرف رواں دواں تھا کہ اچانک ایک گدھ آیا اور میرے سامنے بُھنے ہوئے ہرن کا چوتھائی حصہ ڈال کر وہاں سے غائب ہوگیا، دیکھو! ہمارے پاک رب نے ہمیں کس طرح ایک ہی وقت میں ایک ہی ہرن کا گوشت کھلایا۔ (عیون الحکایات ، السابعۃ والستون بعد المائۃ ، ص۱۷۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب صَلَّی اللّٰہُ علٰی مُحَمَّد

www.dawateislami.net

بے صبری کا کچھ فائدہ نہیں

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللّٰہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جان لو کہ بندے اور اس کے رِزْق کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے، اگر وہ صبر کرے تو اس کا رِزْق اس تک پہنچتا ہے، اگر وہ مشقت میں پڑے تو پردہ چاک ہوجاتا ہے، اور وہ اپنے مقررہ رزق سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتا۔

(اتحاف الخيرة المهرة، كتاب المواعظ، ۹/ ۵۳۹، رقم: ۹۵۰٦)

(حکایت:35) آج کے دن ہی تو صبر کرنا ہے

حضرتِ سیِّدُنا وہب بن منبہ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کا گزر کسی غار میں موجود ایک عابد (یعنی زیادہ عبادت کرنے والے شخص) کے پاس سے ہوا تو اسے سلام کیا: عابد نے سلام کا جواب دیا تو نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اے اللّٰہ کے بندے! تو یہاں کب سے ہے؟ عابد نے عرض کی: 300 سال سے۔ انہوں نے پوچھا: تیری گزر بسر کہاں سے ہوتی ہے؟ عابد نے عرض کی: درخت کے پتوں سے۔ انہوں نے پوچھا: پیتے کہاں سے ہو؟ عابد نے عرض کی: چشموں کے پانی سے۔ انہوں نے پوچھا: موسمِ سرما میں کہاں ہوتے ہو؟ عابد نے عرض کی: اس پہاڑ کے نیچے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا: عبادت پر اتنا صبر اور اِستقامت کیسے؟ عابد نے عرض کی: میں کیسے صبر نہ کروں فقط ''آج'' کے دن ہی تو صبر کرنا ہے! ''گزشتہ کل'' تو جو ہونا تھا ہوچکا، اور ''آئندہ کل'' ابھی آیا نہیں ہے۔ اللّٰہ کے نبی عَلَیْہِ

السَّلام کو اس کی حکمت بھری بات سے بڑا تعجب ہوا کہ ”فقط آج کے دن ہی تو صبر کرنا ہے۔“ (حلیة الاولیاء، وھب بن منبه، ٤/ ٦٧، رقم: ٤٧٧٢)

(حکایت:36) بے صبری کے باعث حلال روزی سے محرومی

حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم مسجد میں داخل ہونے لگے تو مسجد کے دروازے پر موجود ایک شخص سے ارشاد فرمایا: میرا یہ خچر پکڑ لو، اور خود مسجد کے اندر چلے گئے، دوسری طرف اس شخص نے خچر کو وہیں چھوڑا اور لگام لیکر فرار ہو گیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نماز کے بعد اس شخص کے خچر پکڑنے کے عوض اسے دینے کے لئے دو درہم لیکر مسجد سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ خچر بغیر لگام کے کھڑا ہے۔ آپ رضی اللّٰہ تعالٰی عنه خچر پر سوار ہو کر گھر تشریف لائے اور اپنے غلام کو وہ دو درہم دے کر لگام خریدنے کے لئے بھیجا۔ غلام بازار سے وہی لگام خرید کر لایا جسے چور نے دو درہم میں فروخت کیا تھا۔ حضرت سیدنا علی المرتضی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: بے شک بندہ بے صبری کر کے اپنے آپ کو حلال روزی سے محروم کر دیتا ہے اور اس کے باوجود اپنے مقدر سے زیادہ حاصل نہیں کر پاتا۔ (المستطرف، ١/ ١٢٤)

وہاں سے رزق ملتا ہے جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا

اللّٰہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلَّی اللّٰہ علیه واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو **اللّٰہ** پاک کا ہو جاتا ہے **اللّٰہ** اس کی تمام ضرورتوں کو پورا فرماتا ہے اور اسے وہاں سے رِزْق عطا فرماتا

ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو دنیا کا ہو جاتا ہے **اللّٰہ** پاک اسے دنیا ہی کے حوالے فرما دیتا ہے۔ (شعب الایمان، ۲/ ۲۸، حدیث: ۱۰۷۶)

حضرتِ علّامہ عبدالرَّءوف مناوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعض علماءِ کرام کا یہ کہنا ہے کہ یہ درجہ **اللّٰہ** پاک کے خاص بندوں کو نصیب ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ **اللّٰہ** پاک ان پر غیرت فرماتا ہے کہ وہ اس کی ذات کے علاوہ کسی پر بھروسا کریں، یوں ان کا رِزْق انہیں دنیا میں اس طرح ملتا ہے جس طرح جنت میں ملے گا۔ مزید فرماتے ہیں: جب رِزْق ایسی جگہ سے آئے جہاں سے گمان بھی نہ ہو تو خوشی زیادہ ہوتی ہے جیسے کوئی خوشی کی خبر ایسی جگہ سے آجائے جہاں سے آنے کا گمان نہ ہو۔ مزید فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا سفیان بن سعید ثَوری رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تقویٰ اختیار کرو! کہ آج تک میں نے کسی متقی کو محتاج نہیں دیکھا۔ (فیض القدیر، ۱/ ۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

موت کی طرح رزق بھی پہنچ کر رہتا ہے

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: لَوْ اَنَّ ابْنَ آدَمَ هَرَبَ مِنْ رِزْقِهٖ كَمَا يَهْرُبُ مِنَ الْمَوْتِ لَاَدْرَكَهٗ رِزْقُهٗ كَمَا يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ یعنی اگر انسان اپنے رِزْق سے ایسے بھاگے جیسے موت سے بھاگتا ہے پھر بھی رِزْق اس کو آپہنچے گا جیسے موت آپہنچتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، یوسف بن اسباط، ۸/ ۲۶۹، حدیث: ۱۲۱۶۹)

(حکایت:37) روٹی کھائے بغیر مرگیا

امام غزالی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک شخص سفر پر تھا، اس کے پاس ایک روٹی تھی، اس نے سوچا کہ اگر میں نے یہ روٹی کھالی تو بعد میں بھوک سے مر جاؤں گا، اللہ پاک نے اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دیا اور اسے حکم دیا کہ اگر یہ اسے کھالے تو اسے اور رِزْق دینا اور اگر نہ کھائے تو اسے مزید نہ دینا چنانچہ وہ روٹی اس کے پاس ہی رہی یہاں تک کہ وہ اسے کھائے بغیر مرگیا۔ (احیاء علوم الدین، کتاب التوحید والتوکُّل، ۳۳۵/۴)

کیڑے مکوڑوں سے بچنے کا وظیفہ

حضرتِ سیِّدُنا عبدُاللہ بن کُرز رحمۃُ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ افریقہ کے عامل (گورنر) نے حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃُ اللہ علیہ کو خط لکھا جس میں افریقہ کی زمین کے کیڑے مکوڑوں اور بچھوؤں وغیرہ کی شکایت بیان کی، حضرتِ سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃُ اللہ علیہ نے جواب لکھا اور اِس میں صبح و شام یہ آیت پڑھنے کو کہا:

وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (پ۱۳، ابراھیم:۱۲) ﴾ترجمۂ کنزالایمان: اور ہمیں کیا ہوا کہ اللہ پر بھروسہ نہ کریں اس نے تو ہماری راہیں ہمیں دکھادیں اور تم جو ہمیں ستا رہے ہو ہم ضرور اس پر صبر کریں گے اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔﴿، حضرتِ سیِّدُنا زرعہ رحمۃُ اللہ تعالٰی علیہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت پڑھنے سے پسّوؤں سے حفاظت رہتی ہے۔

(موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب التوحید والتوکُّل، ۱۵۰/۱، رقم:۲۸)

رِزْق موت کی طرح ڈھونڈتا ہے

سرکارِ مدینۂ منوّرہ ،سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ذیشان ہے:اِنَّ الرِّزْقَ یَطْلُبُ الْعَبْدَ کَمَا یَطْلُبُهٗ اَجَلُهٗ یعنی روزی بندے کو ایسے ڈھونڈتی ہے جیسے اُس کی موت اُسے ڈھونڈتی ہے۔(شعب الایمان ، الثالث عشر ، ۲/ ۷۱ ، حدیث : ۱۱۹۱)

مُفَسِّرِ شَہِیر حَکِیْمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: رِزْق کی تلاش موت کی تلاش سے زیادہ قَوِی ہے کیونکہ موت عمر ختم ہوجانے پوری روزی کھالینے کے بعد آتی ہے مگر رِزْق ہر وقت آتا رہتا ہے۔مقصد یہ ہے کہ موت کو تم تلاش کرو یا نہ کرو بہرحال تمہیں پہنچے گی ، یوں ہی تم رِزْق تلاش کرو یا نہ کرو ضرور پہنچے گا ، ہاں! رِزْق کی تلاش سنت ہے ،موت کی تلاش ممنوع ،مگر ہیں دونوں یقینی ۔

(مراٰۃ المناجیح،۱۲۶/۷)

(حکایت:38)

رزق خود تلاش میں تھا

اگر ہم رِزْق کی تنگی پر صبر سے کام لیں تو کیا بعید ہے کہ رِزْق خود ہی ہم کو تلاش کررہا ہو جیسا کہ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو یعقوب بصری رحمۃُ اللہ علیہ ایک بار حرم شریف میں دس دن تک بھوکے رہے ،جسم میں نقاہت (یعنی کمزوری،weakness) کا احساس ہوا ،دل میں خیال آیا ویرانے کی جانب نکل جاؤں ،ممکن ہے کچھ رِزْق مل جائے تو اس سے بھوک مٹ جائے گی ۔ ویرانے میں پہنچے تو ایک شلجم راستے میں ملا مگر وہ سڑا ہوا تھا ۔ اُٹھانے کو تو اٹھا لیا مگر

اندر سے طبیعت میں پریشانی پیدا ہوئی کہ دس روز کی بھوک کے بعد تمہارے لئے یہ سَڑا ہوا شلجم بہتر ہے یا صبر؟ یہ سوچ کر شلجم وہیں رکھ دیا اور پھر مسجد حرام میں لوٹ آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص آیا اور شیخ کے سامنے بیٹھ کر ایک تھیلی کھولنے لگا اور کہا: یہ 500 اشرفیاں آپ کے لئے ہیں۔ شیخ نے کہا: میرے لئے کیوں؟ اس نے جواباً کہا: میں دس روز پہلے سمندری سفر پر تھا کہ ہمارا جہاز ڈوبنا شروع ہوگیا۔ تمام سواروں نے اپنے اپنے طور پر الگ الگ نذریں مانیں کہ کسی طرح ڈوبنے سے بچ جائیں۔ میں نے یہ عہد کیا کہ زندہ بچ جاؤں تو یہ پانچ سو اشرفیاں خانۂ کعبہ میں داخل ہوکر اس شخص کی نذر کروں گا جس پر میری نگاہ پہلے پڑے، اور آپ ہی پہلے شخص ہیں جن کو میں نے دیکھا، لہٰذا یہ قبول کیجئے۔ شیخ نے کہا: تھیلی کھولو! تاجر نے تھیلی کھولی تو اس میں روٹی، مصری، چھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے۔ حضرتِ سیِّدُنا شیخ ابو یعقوب بصری رحمۃُ اللہ علیہ نے اس میں سے ایک مٹھی بھر لی اور کہا: لے جاؤ! بقیہ اپنے گھر والوں میں تقسیم کردینا، یہ میری طرف سے انہیں ہدیہ ہے۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے اپنے آپ سے کہا: اے نفس! تیری روزی دس دن سے تیری طرف چل کر آرہی ہے اور تو صبر نہ کرتے ہوئے اسے ویرانے میں ڈھونڈنے گیا تھا۔

(روض الرياحين، الحكاية الثامنة والتسعون، ص ۱۳۰)

(حکایت:39) گزر بسر کی کیا صورت ہوگی؟

تابعی بزرگ حضرتِ سیِّدُنا ہَرِم بن حیّان بصری رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے حضرتِ سیِّدُنا

اویس قَرَنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الغَنِی کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کی: آپ مجھے کہاں رہائش اختیار کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے ملکِ شام کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی شام چلے جاؤ)۔ عرض کی: وہاں گزر بسر کی کیا صورت ہوگی؟ یہ سن کر آپ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے فرمایا: افسوس ہے ان دلوں پر! بلاشبہ اِن میں (اللہ پاک پر توکُّل کے معاملے میں) شک داخل ہوگیا ہے، لٰہذا اِن کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔ ایک بزرگ رَحمَۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: جب تُو اللہ پاک کو وکیل کرنے پر راضی ہوجائیگا تو ہر بھلائی کی سبیل (راستہ) بھی پالے گا۔

(احیاء علوم الدین، کتاب التوحید والتوکُّل، ۴/ ۳۰۲)

میں توکل کرنے والوں کے لئے کافی ہوں

اللہ پاک نے حضرتِ سیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! جو مجھ سے دعا مانگے میں اُس کی دعا قبول کرتا ہوں، جو مجھ سے مدد طلب کرے میں اس کی مدد کرتا ہوں، جو مجھ پر توکُّل کرے میں اس کی کفایت فرماتا ہوں، میں توکُّل کرنے والوں کیلئے کافی، مدد طلب کرنے والوں کا مددگار، فریاد کرنے والوں کا فریادرس اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہوں۔ (المستطرف، الباب العاشر، ۱/ ص ۱۱۶)

وظیفۂ ابراہیمی

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ عَلٰی نَبِیِّنا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام

نے یہ پڑھا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز۔)

(موسوعة ابن ابی الدنیا ،کتاب التوحید والتوکُّل،۱/۱۵۱،رقم:۳۱)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

توکل کامیابی کانسخہ ہے

ایک شخص نے حضرتِ سیِّدُ ناوَہْب بن مُنَبِّہ یَمانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّورانی کی خدمت میں حاضر ہوکرعرض کی: مجھے کوئی ایسی چیز سکھادیجئے جس سے اللہ پاک مجھے نفع عطافرمائے، فرمایا: (1) موت کو کثرت سے یاد کرو (2) اُمیدیں کم رکھو (3) اور تیسری چیز وہ ہے کہ اگر تم نے اسے اختیار کرلیا تو عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مقصود اور مراد کو بھی پالو گے، عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ چیز توکُّل ہے۔

(موسوعة الامام ابن ابی الدنیا ، التوکُّل علی الله ، ۱/ ۱۶۵ ، رقم : ۵۶)

(حکایت:40) توکل اختیار کرنے سے پریشانی جاتی رہی

حضرتِ سیِّدُ نا ابوجَلد رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک عجمی شخص ملا، اُس نے مجھے اپنے بادشاہ اور اُس کے ظلم کی شکایت کی، میں نے اُسے کہا: کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں اگر تو اُس پر عمل کرے اور اُس کے علاوہ سب کچھ چھوڑ دے وہ عمل تجھے بادشاہ اور دیگر لوگوں سے کفایت کرے، اُس نے کہا: ہاں میں نے کہا: اپنے گھر واپس چلا جا اور اپنے ہر معاملے کو اللہ پاک کے حوالے کردے، اگر میرے کہنے کے مطابق عمل کیا تو اس کا نتیجہ خود ہی

دیکھ لے گا۔راوی بیان کرتے ہیں پھر وہ شخص مجھے ملا تو میرا شکریہ ادا کرنے لگا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! اُس دن میں اپنے گھر والوں کی طرف واپس گیا اور اللہ پاک کی ذات پر بھروسا کیا تو مجھے مسلسل خوشی ملتی رہی۔

(موسوعة ابن ابی الدنیا ،کتاب التوحید والتوکُّل، ۱/۱٦٤، رقم: ٥٤)

اپنے اہل وعیال کو توکل پر مجبور نہیں کر سکتے

انسان اپنی ذات کی حد تک توکل اختیار کرے ،اہل وعیال کے حق میں توکل کرتے ہُوئے انہیں خالی چھوڑ دینا یا توکُّل کے نام پر ان کے اخراجات کا اہتمام نہ کرتے ہُوئے بیٹھ جانا حرام ہے اور اگر یہ ان کی ہلاکت کا سبب بن گیا تو اس شخص کی پکڑ ہوگی ، میرے آقا اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن لکھتے ہیں: عیال کی کفالت شرع نے اس پر فرض کی، وہ ان کو توَکُّل و تبتُّل و صبر علَی الفاقہ (یعنی فاقے پر صبر) پر مجبور نہیں کرسکتا، اپنی جان کو جتنا چاہے کَسے مگر ان کو خالی چھوڑنا اس پر حرام ہے۔رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم فرماتے ہیں: كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُّضَيِّعَ مَنْ يَّقُوْتُ (ترجمہ:) آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ جس کا قُوت (یعنی کھلانا پلانا) اس کے ذمہ ہے اُسے ضائع چھوڑے۔

(ابو داؤد،کتاب الزکوٰۃ ،باب فی صلۃ الرحم، ۲/۱۸٤ حدیث: ۱٦۹۲)

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اہل وعیال کو بھوک کی تکلیف دینا جائز نہیں، ان کے سامنے توحید کی لمبی چوڑی گفتگو کرنا درست ہے نہ ہی یہ کہنا درست ہے کہ

بھوکا مرنا قابلِ رشک رزق ہے۔اس قسم کی دیگر باتیں کرنا بھی دُرست نہیں کیونکہ اہل وعیال والے کے لئے دُرُست یہی ہے کہ کمائی کرنے والے کی طرح توکل کرے جس طرح امیر المؤمنین حضرتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کمانے کے لئے (بازار تشریف لاکر) توکل کیا تھا۔توکل کرتے ہوئے اہل وعیال سے علیحدہ ہوکر جنگلوں میں رہنا یا گھر میں بیٹھے رہنا کہ ان کی ضروریات کا انتظام نہ کرنا پڑے یہ حرام ہے کیونکہ یہ چیز ہلاکت کی طرف لے جاسکتی ہے جس پر اس کی پکڑ ہے۔(احیاء العلوم ، ٤/٣٣٦ ملخصا)

(حکایت:41) کل کے لئے کھانا بچا کر رکھنا پسند نہ فرمایا

حضور پُر نور سیّد المتوکّلین صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم اپنے لئے کل کا کھانا بچا رکھنا پسند نہ فرماتے۔ایک بار خادمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے پرند کا گوشت کہ آج تناوُل تو فرمایا تھا، بچا ہُوا دوسرے دن حاضر کیا، فرمایا: اَلَمْ اَنْهَكِ اَنْ تَرْفَعِيْ شَيْأً لِغَدٍ، فَاِنَّ اللّٰهَ يَأْتِيْ بِرِزْقِ غَدًا کیا ہم نے منع نہ فرمایا کہ کل کے لیے کچھ اٹھا کر نہ رکھنا کل کی روزی اللہ کل دے گا۔

(مسند ابی یعلیٰ ،مسند انس بن مالك٣/٤٣٣ حديث:٤٢٠٨)

اہل خانہ کے لئے سال بھر کا خرچ جمع فرمادیتے

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُ نا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ اِرشاد فرماتے ہیں: فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى اَهْلِهِ مِنْ هَذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ ،رسولِ اکرم ،نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم اس مال میں

سے اپنے اہل کے سال بھر کا نفقہ نکال لیتے پھر جو بچتا اسے اللہ کے مال کی جگہ صَرف فرماتے (یعنی صدقہ فرما دیتے)۔(بخاری، کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ لا نورث ماترکنا صدقة، ۳۱۴/۴ حدیث:٦٧٢٨)(فتاویٰ رضویہ، ۳۲۳/۱۰-۳۲۴)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

توکل کی بنیاد چار چیزوں پر ہے

ایک شخص نے حضرتِ سیِّدُنا ابو عبد الرحمٰن حاتم بن عُلوان اَصَم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی: آپ نے اللہ پاک پر توکُّل کی بنیاد کس چیز پر رکھی ہے؟ فرمایا: چار چیزوں پر: (1) میں جانتا ہوں کہ میرا رِزْق کوئی اور نہیں کھا سکتا، لہٰذا میرا دل اس بارے میں مطمئن ہے (2) میں جانتا ہوں کہ میرے حصے کا عمل کوئی اور نہیں کرے گا، اس لئے میں عمل میں مشغول ہوں (3) میں یہ بھی جانتا ہوں کہ موت اچانک آئے گی، اسی لئے میں اس کی تیاری میں جلدی کرتا ہوں (4) میں جانتا ہوں کہ میں جہاں بھی ہوں اللہ پاک مجھے دیکھ رہا ہے، لہٰذا میں اس سے حیا کرتا ہوں۔(المستطرف، الباب الثلاثون، ۲۴۷/۱)

(حکایت:42)

آج روزی دینے والا کل بھی دے گا

امامُ الْمُعَبِّرِین حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی: میری معلومات کے مطابق اس دور میں بصرہ شریف میں آپ ہی اَوْرَع (یعنی سب سے بڑے پرہیزگار) بُزُرگ ہیں۔ فرمایا: بھائی! آپ کو غلط فہمی ہوئی

ہے، آیئے میں اَوْرَع (یعنی بڑے پرہیزگار) شخص سے آپ کو ملواتا ہوں، چُنانچہ ایک روٹی جیب میں ڈالی اور اُس آدمی کو ساتھ لے کر ایک گاؤں پہنچے، ایک گھر میں داخل ہوئے، وہاں ایک شخص کے دو ننّھے بچّے رو رو کر بھوک کی فریاد کر رہے تھے مگر گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا، وہ ان کو سمجھاتے ہوئے کہہ رہا تھا: پیارے بچّو! میرا اور تمہارا خالق و مالِک **اللّٰہ** کریم ہے، اِسی نے ہمیں دیکھنے، بولنے اور سُننے کی قُوّت بخشی ہے، وُہی تمام جہانوں کو روزی دینے والا ہے، جس ذاتِ کریم نے پیدا فرمایا ہے اس پر کامل یقین رکھو، وہ تمہیں ضَرور رِزْق دے گا۔ حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن سیرین رحمۃُ اللّٰہ علیہ نے اپنے ساتھ آئے ہوئے آدمی سے فرمایا: اس بُزُرگ کا **توکُّل** دیکھ رہے ہو! اپنے بچّوں کو **اللّٰہ** پاک کے بارے میں کتنی پیاری **تربیت** دے رہا ہے۔ پھر آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے جیب سے روٹی نکال کر صاحِبِ خانہ کو پیش کر دی۔ اتنے میں حضرتِ سیِّدُنا مالک بن دینار رحمۃُ اللّٰہ علیہ تشریف لے آئے اور صاحِبِ خانہ کو دو درہم پیش کرنے لگے، اُس نے کہا: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہمارا آج کا رِزْق پہنچ چکا ہے اب ان دِرہموں کی حاجت نہیں۔ فرمایا: رکھ لیجئے کل کام آجائیں گے۔ اس نے قَبول کرنے سے معذرت چاہتے ہوئے کہا: جس ربِّ کریم نے آج روزی دی وہی کل بھی عطا فرمائے گا، وہ ہمیں روزانہ ہی رِزْق عنایت فرماتا ہے، میرا اُس کی ذات پر کامل یقین ہے۔

(عیون الحکایات، الحکایة الثانیة والثلاثون بعد المائة، ص ۱۵۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ علٰی محمَّد

صبر و توکل پانے کا نسخہ

اللہ پاک فرماتا ہے: ”اَلَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ(۵۹)“(پ ۲۱، العنکبوت:۵۹) (ترجمہ کنزالایمان: وہ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں)۔

حضرتِ سیِّدُنا امام فخرالدّین رازی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس آیت میں دو چیزیں بیان ہوئیں: (1) صبر (2) توکُّل ۔ کیونکہ زمانے تین ہوتے ہیں: (1) ماضی (یعنی گزرا ہوا) (2) حاضر (یعنی موجودہ) (3) مستقبل (یعنی آنے والا)، گزرے ہوئے زمانے (یعنی ماضی) کو کوئی نہیں پاسکتا اور نہ ہی اس میں کچھ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے، رہ گئے زمانۂ حاضِر اور مستقبل، تو حاضر میں صبر کرنا مناسب ہے اور مستقبل کے لئے توکُّل کرنا، اس طرح حاضر میں اسے جو بھی تکلیف پہنچے گی اس پر صبر کرے گا اور جس چیز کی اُسے مستقبل میں حاجت ہوگی اس کے لئے توکُّل کرے گا۔ اور یہ بات بھی جان لو کہ صبر اور توکُّل وہ خوبیاں ہیں جو دو چیزیں جان کر ہی حاصل ہوتی ہیں: (1) اللہ پاک کو جان کر (2) غیرُاللہ کو جان کر، تو یوں جو غیرُاللہ کی حقیقت کو جان لے گا تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ سب فنا ہوجائے گا، اس طرح اس کے لئے صبر کرنا آسان ہوجائے گا، کیونکہ ختم ہوجانے والی چیز پر صبر کرنا آسان ہوتا ہے۔ اور جب وہ اللہ پاک کی معرفت پائے گا تو یہ معلوم ہوگا کہ وہ ذات ہمیشہ باقی رہنے والی ہے، اسے اس کا رِزْق پہنچاتی رہے گی اور اگر اسے کچھ نہیں بھی ملے گا تو وہ اس زندہ باقی رہنے والی ذات پر توکُّل کرے گا۔ (التفسیر الکبیر، سورۃ العنکبوت، ۹/ ۷۱، تحت الآیۃ: ۵۹)

www.dawateislami.net

(حکایت:43)

شہزادی کا توکل

حضرتِ سیِّد ناشیخ کرمانی رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے، لیکن آپ رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے زُہدوتقویٰ اختیار فرمایا ہوا تھا اور دُنیاوی مشاغل سے بہت دُور ہو چکے تھے۔ آپ کی ایک صاحبزادی تھیں جو بہت حسین وجمیل اور نیک وپرہیز گار تھیں۔ ایک دن اس صاحبزادی کے لئے بادشاہ کرمان نے نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ یہ پسند نہ فرماتے تھے کہ ملکہ بن کر میری بیٹی دنیا کی طرف مائل ہو۔ اس لئے آپ نے کہلا بھیجا کہ مجھے جواب کے لئے تین روز کی مہلت دیں۔ اس دوران آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ مسجد مسجد گھوم کر کسی صالح انسان کو تلاش کرنے لگے۔ دورانِ تلاش ایک نوجوان پر آپ کی نگاہ پڑی جس کے چہرے پر عبادت وپرہیزگاری کا نور چمک رہا تھا۔ آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے اس سے پوچھا: ''تمہاری شادی ہو چکی ہے؟'' اس نے نفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا: ''کیا ایسی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہو جو قرآنِ مجید پڑھتی ہے، نماز روزہ کی پابند ہے، خوبصورت، پاکباز اور نیک ہے۔'' اس نے کہا: ''میں تو ایک غریب شخص ہوں بھلا مجھ سے ان صفات والی لڑکی کا رشتہ کون کرے گا؟'' فرمایا: ''میں کرتا ہوں، یہ دراہم لو اور ایک درہم کی روٹی، ایک درہم کا سالن اور ایک درہم کی خوشبو خرید لاؤ۔'' نوجوان وہ چیزیں لے آیا اور آپ رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح اس پارسا نوجوان کے ساتھ کر دیا۔ صاحبزادی جب رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئی تو اس نے دیکھا کہ گھر میں پانی کی ایک صراحی کے سوا کچھ

www.dawateislami.net

نہیں ہے اور اس صراحی پر ایک روٹی رکھی ہوئی دیکھی ۔ پوچھا: یہ روٹی کیسی ہے؟ شوہر نے جواب دیا: یہ کل کی باسی روٹی ہے، میں نے اِفطار کے لئے رکھ لی تھی ۔ یہ سن کر کہنے لگیں کہ مجھے میرے گھر چھوڑ آیئے ۔ نوجوان نے کہا: مجھے تو پہلے ہی اندیشہ تھا کہ شیخ کرمانی کی بیٹی مجھ جیسے غریب انسان کے گھر نہیں رک سکتی ۔ لڑکی نے پلٹ کر کہا: میں آپ کی مُفلسی کے باعث نہیں لوٹ رہی ہوں بلکہ اس لئے کہ مجھے آپ کا توکُّل کمزور نظر آرہا ہے، اسی لئے مجھے اپنے والد پر حیرت ہے کہ انہوں نے آپ کو پاکیزہ خصلت، عَفیف اور صالح کیسے کہا جب کہ آپ کا **اللہ** پاک پر بھروسے کا یہ حال ہے کہ روٹی بچا کر رکھتے ہیں ۔ یہ باتیں سن کر نوجوان بہت متأثر ہوا اور ندامت کا اظہار کیا ۔ لڑکی نے پھر کہا: میں ایسے گھر میں نہیں رک سکتی جہاں ایک وقت کی خوراک جمع کر کے رکھی ہو، اب یہاں میں رہوں گی یا روٹی! یہ سن کر نوجوان فوراً باہر نکلا اور روٹی خیرات کر دی ۔

(روض الریاحین، الثانية والتسعون بعد المائة ، ص ۱۹۲)

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! مُتَوَکِّلِین کی بھی کیا خوب ادائیں ہوتی ہیں ۔ شہزادی ہونے کے باوُجود ایسا زبردست **توکُّل** کہ کل کیلئے کھانا بچانا گوارا ہی نہیں! یہ سب یقینِ کامل کی بہاریں ہیں کہ جس **اللہ** پاک نے آج کھلایا ہے وہ کل بھی کھلانے پر یقیناً قادر ہے ۔ چرندے پرندے وغیرہ کون سا بچا کر رکھتے ہیں! ایک وقت کا کھا لینے کے بعد دوسرے وقت کیلئے بچا کر رکھنا ان کی فطرت میں ہی نہیں ۔ مُرغی کا توکُّل مُلاحظہ ہو، اس کو پانی دیجئے ۔ حسبِ ضَرورت پی چکنے کے بعد پیالے پر پاؤں رکھ کر پانی بہا دے گی ۔ گویا یہ

خاموش مُبلِّغہ ہے! اور ہمیں نصیحت کر رہی ہے کہ اے لوگو! برسوں کا جَمع کر لینے کے باوُجُود بھی تمہیں قرار نہیں آتا! جبکہ میں ایک بار پی لینے کے بعد دوبارہ کیلئے بے فکر ہو جاتی ہوں کہ جس نے ابھی پانی پلایا ہے وہ بعد میں بھی پلا دے گا۔

(حکایت:44) **مرغی کی کبوتر کو نصیحت**

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے ایک مدنی مذاکرے میں مرغی اور کبوتر کا یہ سبق آموز مکالمہ انگلش زبان میں سنایا: (ترجمہ) ''ایک کبوتر ناشکری کے الفاظ کہہ رہا تھا کہ میں کیا کروں، ہمارا کنبہ دو افراد پر مشتمل ہے لیکن ہمارے پاس خوراک کی زیادہ مقدار نہیں ہے۔ یہ شکوہ سن کر مرغی بولی: اے بے وقوف پرندے! ناشکری مت کر، میرا خاندان دس افراد پر مشتمل ہے مگر ہم تو پرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔''

پیارے اسلامی بھائیو! فقر و فاقہ اور تنگی و محتاجی کا رونا روتے رہنا سراسر نادانی اور بے وقوفی ہے۔ کسبِ حلال کے لئے کوشش ضرور کرنی چاہیے لیکن ناشکری اور حرص و لالچ کا شکار بھی نہیں ہونا چاہیے۔ مذکورہ بالا فرضی حکایت میں مرغی نے کبوتر کو خوب نصیحت کی۔ ہمیں بھی اس بے زبان سے سبق حاصل کرتے ہوئے شکوہ شکایت کرنے کے بجائے توکل اور قناعت کی دولت کو اختیار کرنا چاہیے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی محمَّد

اسباب پر ہی مطمئن نہ ہو جائے

حضرتِ سیِّدُنا احمد بن علی بن حجر عَسقلانی رحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: جمہور علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السّلام نے فرمایا: توکُّل اِس طرح حاصل ہوتا ہے کہ اللہ پاک کے کئے ہوئے وعدے پر کامل بھروسہ ہو، اور اِس بات پر کامل یقین ہو کہ جو فیصلہ اللہ کریم کی طرف سے کیا ہوا ہے، وہ ضرور ہوگا۔ ہاں بقدرِ حاجت رِزْق کی تلاش میں سنت کی پیروی نہ چھوڑے، دشمن سے بچاؤ کے لئے اَسلحے کی تیاری اور مال واَسباب کی حفاظت کے لیے دروازے بند کرنا نہ چھوڑے۔ اِسی طرح دیگر بچاؤ کے طریقے، تمام اِحتیاطی تدابیر اِختیار کرے، مگر یہ ضروری ہے کہ اِن اَسباب ہی پر مطمئن نہ ہو جائے، بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ یہ اَسباب اَز خُود نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں، نہ کسی قسم کا کوئی نقصان دُور کر سکتے ہیں، بلکہ سبب و مُسبَّب اللہ پاک کی طرف سے ہیں اور سب اُمور اُسی کے اِرادے پر مَوْقُوف ہیں۔ (یعنی وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔) ہاں! جب بندے کا جُھکاؤ اَسباب کی طرف ہو جائے تو اُس کے توکُّل میں کمی آجاتی ہے۔(فتح الباری، کتاب الرقاق، ۱۲/ ۳۵۰، تحت الحدیث: ٦٥٤١ ملخصا)

اللہ کریم بھول سے پاک ہے

حضرت امام غزالی رحمۃُ اللّٰہ علیہ لکھتے ہیں: توکُّل اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ بندہ رِزْق اور دیگر ضروریات کے بارے میں خدائے پاک کے ضامن اور کفیل ہونے کا تصور رکھے اور خدا کے کامِل علم، اس کی قدرتِ کاملہ کا تصور کرے اور اس بات پر یقین رکھے کہ خدا

تعالیٰ خلافِ وعدہ، بھول، عجز اور ہر نقص سے پاک ہے، جب ہمیشہ ایسا تصور ذہن میں رکھے گا تو ضرور اسے رِزْق کے بارے میں ربِّ کریم پر توکُّل کی سعادت نصیب ہو جائے گی۔ (منهاج العابدين، ص ۲۸۹)

(حکایت:45) ہم نہیں جانتے کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے

ایک عابد کے متعلق منقول ہے کہ وہ ربِّ پاک سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ اسے ابلیس لعین دکھایا جائے، اللہ کی طرف سے یہی جواب ملتا تھا کہ اس خیال کو چھوڑ اور عافیت وامن کی دعا کیا کر، مگر وہ اپنے اسی خیال پر مُصِر (یعنی اصرار کرتا) تھا۔ آخر ایک روز اللہ پاک نے ابلیس کو اس عابد پر ظاہر کر دیا، جب عابد نے ابلیس کو دیکھا تو اسے مارنے کا ارادہ کیا۔ ابلیس نے کہا: اگر تو نے سو سال زندہ نہ رہنا ہوتا تو میں تجھے ہلاک کر دیتا اور تجھے سخت سزا دیتا۔ عابد 100 سال زندہ رہنے کا سن کر دھوکے میں پڑ گیا اور دل میں کہنے لگا میری عمر بہت ہے، ابھی آزادی سے گناہ کرتا ہوں، آخر وقت پر توبہ کر لوں گا، چنانچہ وہ گناہوں میں مبتلا ہو گیا، عبادت ترک کر دی اور ہلاکت میں جا پڑا۔ (منهاج العابدين، ص ۱۱۳)

اپنے تمام کام اللہ کے حوالے کر دو!

اللہ پاک فرماتا ہے: ''وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾'' (پ۱۹، الشعراء: ۲۱۷) (ترجمہ کنزالایمان: اور اس پر بھروسہ کرو جو عزت والا مہر والا ہے)

حضرتِ علّامہ سیِّد محمد نعیم الدّین مُرادآبادی رحمۃُ اللہ علیہ اِس آیت کے تحت لکھتے

ہیں: یعنی تم اپنے تمام کام اس کو تفویض (یعنی سپرد) کرو۔ (خزائن العرفان، ص ۶۹۷)

اپنا معاملہ اللہ کریم کے حوالے کرنے کا فائدہ

حضرت امام محمد بن محمد غزالی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب تم اپنا معاملہ اللہ پاک کے سپرد کر دو گے اور اس سے سوال کرو گے کہ وہ تمہارے لئے ایسی شے کا انتخاب کرے جس میں تمہاری بہتری ہو تو ضرور تمہیں خیر اور دُرستی ہی نصیب ہوگی اور تم نیک کام سے ہی ہمکنار ہوگے۔ اللہ پاک نے اپنے ایک صالح بندے کے الفاظ نقل کرتے ہوئے فرمایا:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ(۴۴) فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِۚ(۴۵) ﴿ترجمہ کنزالایمان: اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بیشک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے، تو اللہ نے اسے بچا لیا ان کے مکر کی بُرائیوں سے اور فرعون والوں کو بُرے عذاب نے آ گھیرا۔ (پ ۲۴، المؤمن، ۴۴، ۴۵)﴾

تم دیکھتے نہیں کہ ربِّ کریم نے کس وضاحت سے اپنے معاملات اس کے حوالے کرنے پر حفاظت، دشمنوں کے خلاف اِمداد اور بندے کے اپنی مراد میں کامیاب ہونے کا ذکر فرمایا ہے! اس میں خوب غور کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں بھلائی کی توفیق بخشے۔

(منهاج العابدين، ص ١١٤)

تفویض کی اقسام

امام غزالی رحمۃُ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں مقامِ تفویض کی تفصیل یہ ہے کہ مُرادیں تین

www.dawateislami.net

قسم کی ہیں: **ایک**: وہ مراد جس کو تم یقیناً اور قطعاً بُری اور خراب سمجھتے ہو، تمہیں اس کے بُرا ہونے میں ذرا شک نہیں ہوتا، جیسے جہنم اور عذاب اور اَفعال میں کفر اور بدعت اور معصیت وغیرہ۔ ان امور مذکورہ کا اِرادہ کرنے کی تو قطعاً کوئی گنجائش اور اجازت نہیں۔ **دوسری**: وہ مراد جس کے اچھا اور بہتر ہونے کا تمہیں مکمل یقین ہے، جیسے جنت، ایمان اور سنت وغیرہ، ان امور کا ارادہ کرنا ضروری اور لازِمی ہے، یہاں تفویض جائز نہیں۔ اس لئے کہ ان امور میں کوئی خطرہ نہیں اور نہ ہی ان کے بہتر اور اچھا ہونے میں کوئی شک وشبہ ہے۔ **تیسری**: وہ شے ہے جس کے متعلق تم حتمی طور پر نہیں جانتے کہ اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے یا خرابی! فائدہ ہے یا نقصان! جیسے جائز کام، ان کاموں کا تم یقینی اور قطعی ارادہ نہیں کر سکتے تو ایسے کاموں کا ارادہ کرتے وقت **اِنْ شَآءَاللّٰه** ضرور کہا جائے، **اِنْ شَآءَاللّٰه** کہے بغیر ان کاموں کا اِرادہ درست نہیں بلکہ مذموم ہوگا۔ جس سے شرعاً روکا گیا ہے، تو اس تحقیق کی رُو سے تفویض کا مقام ہر وہ شے ہے جس کے اندر تمہارے لیے کوئی خطرہ ہو، اور تمہیں اس کے بہتر ہونے کا یقین کامل نہ ہو۔ (منهاج العابدين، ص ۱۱٤)

تفویض کیوں ضروری ہے؟

منہاج العابدین میں ہے: خطرہ دو طرح کا ہوتا ہے: **ایک** خطرۂ شک کہ شاید یہ کام ہوگا یا نہیں! اور شاید میں اس تک پہنچ سکوں یا نہیں! اسی خطرۂ شک کے باعث **اِنْ شَآءَاللّٰه** کہنا ضروری ہے، **دوسرا** خطرۂ فساد کہ تمہیں یہ یقین نہ ہو کہ اس میں تمہارے لیے بھلائی اور

بہتری ہے،اس خطرہ کی بنا پر تفویض ضروری ہے۔(منہاج العابدین،ص ۱۱۵)

(حکایت:46) اپنے بیوی بچے کو رب کے حوالے کر دیا

تفسیر نعیمی میں ہے: حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی زوجہ حضرت سیِّدَتُنا سارہ رضی اللّٰہ عنہا نے ایک دن آپ عَلَیْہِ السَّلام سے عرض کی کہ ہمارے گھر میں اللّٰہ پاک کا دیا بہت کچھ ہے مگر فرزند نہیں آپ (میری باندی) ہاجرہ سے نکاح کر لیجیے شاید ان سے ہی کوئی بچہ پیدا ہو،آپ عَلَیْہِ السَّلام نے نکاح کر لیا،حضرت ہاجرہ کے شکم سے حضرتِ سیِّدُنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام پیدا ہوئے،حضرت سیِّدَتُنا سارہ رضی اللّٰہ عنہا نہایت محبت سے انہیں پالتی تھیں اور حضرت سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللّٰہ عنہا صرف دودھ پلاتی تھیں مگر حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام حضرت سیِّدَتُنا سارہ رضی اللّٰہ عنہا کی تکلیف کے خیال سے فرزند کو گود بھی نہ لیتے تھے اللّٰہ پاک کی شان کہ ایک دن حضرتِ سیِّدُنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلام کو تنہا حجرے میں لیٹا ہوا دیکھ کر محبتِ پدری سے گود میں لے لیا،ان کے رُخسار اور پیشانی کو بوسہ دے رہے تھے کہ حضرت سیِّدَتُنا سارہ رضی اللّٰہ عنہا آ گئیں اور ان پر غیرت نے اتنا غلبہ کیا کہ کہا:اسی وقت اس کو اور اس کی ماں کو میرے گھر سے نکال کر بے آب ودانہ جنگل میں چھوڑ آیئے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلام نے بہت سمجھایا مگر نہ مانیں اور اللّٰہ پاک کی جانب سے بھی وحی نازل ہوگئی کہ ان کی بات مان لیجیے کہ اس میں راز ہے۔

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام ان دونوں کو سواریوں پر لے کر روانہ ہوئے اور منزل بہ منزل وہاں پہنچے جہاں آج خانہ کعبہ ہے،حکمِ الٰہی پہنچا کہ ان دونوں کو

یہاں ہی چھوڑ دو اور ہمارے سپرد کر جاؤ۔ زَمزم کے مقام پر ایک درخت تھا اور باقی سب جنگل بیابان تھا۔ نہ وہاں سایہ نہ دانہ پانی، نہ آدمی، آپ ایک ٹوکری خُرما (کھجوریں) اور کچھ روٹی کے ٹکڑے، ایک مشکیزہ میں پانی حضرت سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللّٰہ عنہا کے حوالے کر کے لوٹ آئے۔ حضرت سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللّٰہ عنہا پیچھے دوڑیں اور کہنے لگیں کہ مجھ کو اس بے آب ودانہ جنگل میں کہاں چھوڑ جاتے ہو؟ جہاں نہ کوئی غمخوار ہے نہ کوئی مکانِ سایہ دار! آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ آخر کار حضرت سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللّٰہ عنہا بولیں کہ کیا آپ کو اللّٰہ پاک نے حکم دیا ہے؟ سر کے اشارے سے فرمایا: ہاں! تب آپ رضی اللّٰہ عنہا نے فرمایا کہ پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں! میرا اللّٰہ کریم مجھے ضائع نہ کرے گا۔ واپس لوٹیں اور اپنے بچے کو گود میں لے کر اکیلی بیٹھ گئیں اور دودھ پلانے لگیں، حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلام پہاڑ کی آڑ میں آ کر رُک کے اور کعبہ کی طرف منہ کرکے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی: رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ (پ:۱۳، ابراھیم:۳۷) (ترجمۂ کنز الایمان: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی، تیرے حُرمت والے گھر کے پاس) جب تک خُرما اور پانی رہا حضرت سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللّٰہ عنہا اطمینان سے گزر کرتیں اور فرزند کو دودھ پلاتی رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیاس نے ستایا۔ لختِ جگر نے بے اختیار رونا شروع کر دیا تو اپنی تو اتنی فکر نہ ہوئی مگر نورِ نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی۔ اُٹھیں اور صَفا پر چڑھیں کہ شاید کہیں پانی کا نشان ملے مگر نہ ملا، مایوس ہو کر نیچے اتریں، مَروہ پہاڑ کی طرف روانہ ہوئیں مگر نظر فرزند پر تھی، راہ کے کچھ حصے میں فرزند سے آڑ ہوگئی تو آپ رضی اللّٰہ تعالٰی

عنہا اسے جلد طے کرنے کے لیے دوڑ کر چلیں اس آڑ سے نکل جانے پر پھر آہستہ چلیں یہاں تک کہ مَروہ پر پہنچ گئیں وہاں چڑھ کر بھی پانی کہیں نہ دیکھا پھر صفا کی طرف روانہ ہوئیں۔اسی طرح سات چکر کیے، ہر دفعہ درمیان میں دوڑتیں تھیں،اخیر بار مروہ پر چڑھیں تو ایک ہیبت ناک آواز کان میں پڑی۔ڈر کر فرزند کے پاس آئیں دیکھا کہ وہ روتے ہوئے اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے شیریں پانی کا چشمہ جاری ہے (ایک روایت کے مطابق آبِ زمزم حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کے پَر مارنے کی وجہ سے جاری ہوا تھا۔(مرقاة المفاتيح، كتاب المناسك، باب رمی الجمار، ۵/۱۷۵ تحت الحديث: ۲۶۲۴) بہت خوش ہوئیں اور اس کے گرد مٹی جمع کر کے فرمانے لگیں: **يَا مَاءُ زَمْ زَمْ** یعنی اے پانی ٹھہر ٹھہر۔اس لئے اس کا نام آبِ زم زم ہوا،حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر حضرت سیّدَتُنا ہاجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اس پانی کو گھیر نہ دیتیں تو یہ چشمہ بن جاتا۔آپ رضی اللہ تعالٰی عنہا وہ پانی خود پیتیں اور اپنے پِسر کو بھی پلاتی تھیں،اسی پر بہت روز تک گزر اوقات کرتی رہیں کیونکہ اس پانی میں غذائیت بھی ہے۔اتفاقاً یمن کی ایک قوم جُرھُم کسی طرح اس طرف آ پہنچی اور مقام کَدَا میں اُتری،اس نے دیکھا کہ کچھ فاصلہ پر پرندے بہت اُڑ رہے ہیں، کہنے لگے: یہاں پانی ضرور ہے کیونکہ ہم یہاں بارہا آئے کبھی پرندے نہیں دیکھے،انہوں نے تحقیق کے لئے اپنے میں سے ایک شخص بھیجا،اس نے خبر دی کہ یہاں پانی کا غیبی چشمہ ہے جس کے پاس ایک بی بی اپنے فرزند کو لئے بیٹھی ہے۔یہ سن کر وہ حضرتِ سیِّدَتُنا ہاجرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے کہ اگر اجازت ہو تو ہم یہاں ہی رہنے لگیں چونکہ حضرتِ سیِّدَتُنا ہاجرہ

رضی اللہ تعالی عنہا بھی تنہائی میں گھبرا گئی تھیں، اس شرط پر اجازت دے دی کہ اس پانی پر کسی کا حق نہ ہو یعنی استعمال تو سب کریں مگر حق میرا ہو۔ ان سب نے یہ شرط قبول کر کے وہاں خود بھی رہائش اختیار کر لی اور اپنے دوسرے اہالی موالی (عزیزوں) کو بھی بلا لیا جس سے یہاں ایک اچھی خاصی بستی بس گئی، حضرتِ سیِّدُنا اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام نے اس قوم سے عربی زبان سیکھی، آپ عَلَیْہِ السَّلَام جوان ہوئے تو جماعتِ جُرْھُم کے سردار نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔ (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۶۴۲ تا ۶۴۳ ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی محمَّد

(حکایت:47) بیٹے نے پڑھنا شروع کر دیا

امام عبدالوہاب شعرانی رَحمَۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: میرے بیٹے عبدالرحمٰن کو طلبِ علم کا بالکل شوق نہ تھا جس کی وجہ سے مجھے سخت پریشانی تھی پھر اللہ پاک نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ میں اس کے معاملے کو اللہ پاک کے سپرد کر دوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا تو وہ اسی رات سے میرے کہے بغیر خود بخود علم کے مطالعہ میں مصروف ہو گیا اور اسی رات اسے علم کی چاشنی حاصل ہو گئی اور اس کی سمجھ ان طلبہ سے بڑھ گئی جو اس سے کئی سال پہلے طلبِ علم میں مشغول تھے چنانچہ اللہ پاک کی طرف اس معاملے کو سپرد کرنے سے اللہ کریم نے مجھے اس مشقت سے راحت عطا فرمائی جس میں میں مبتلا تھا، اللہ پاک اسے ان علما میں سے کر دے جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں، آمین۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۲)

مجھے فلمی ایکٹر بننے کا شوق تھا

پیارے اسلامی بھائیو! توکل اور اس جیسی دیگر خوبیوں کا مالک بننے کے لئے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوجایئے، پنجاب کے شہر کمالیہ کے مضافاتی علاقے سے تعلق رکھنے والے اسلامی بھائی کا بیان (ضرورتاً ترمیم کے بعد) پیشِ خدمت ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہونے سے پہلے میں گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا۔ دوستوں کے ساتھ مل کر فلمیں ڈرامے دیکھنا اور دیگر نہ کرنے کے کاموں میں مصروف رہنا میری عادت میں شامل تھا۔ ایف اے (F.A) کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایک اشتہار نظر سے گزرا جس میں فنکار لڑکوں کے لئے فلموں میں کام کرنے کا موقع فراہم کیا جارہا تھا، میں نے بھی ان لوگوں سے رابطہ کیا اور آڈیشن (Audition، ایک طرح کا انٹرویو) دینے چلا گیا، انہوں نے کہا: ایکٹنگ (Acting) کرکے دکھاؤ، میں نے اپنے پاس سے چند ڈیلاگ (Dialogue) بولے جس پر خوب داد بھی وصول ہوئی اور مجھے سلیکٹ (Select) بھی کرلیا گیا، میری خوشی کا ٹھکانا نہ تھا کہ اب میں فلمی ایکٹر بننے والا ہوں۔ میں نے فارم اور دیگر کاغذات جمع کروادیئے اور گھر لوٹ آیا، اب صرف انٹری فیس جمع کروانا باقی تھی لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا، ہوا یوں کہ مجھے مذہبی محافل میں جانے سے بھی دلچسپی بہرحال تھی، ایک دوست سے سنا کہ دعوتِ اسلامی کا ہمارے شہر کمالیہ میں سنتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے تو میں نے اپنے ایک دوست کے ساتھ اس میں شرکت کی، بیان موت سے متعلق تھا، جوں جوں بیان سنتا گیا میرے دل کی دنیا میں مَدَنی انقلاب برپا ہوتا گیا، اجتماعی طور پر ہونے والے

”ذکرُ اللہ“ نے دل کو مزید روحانی سکون دیا، پھر دعا نے تو میرے دل کو یکسر بدل کر رکھ دیا، میں نے گناہوں بالخصوص فلم میں اداکاری سے پکی سچی توبہ کی اور نیکیوں کی پکی نیت کرلی۔ اب میں ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع کی چھٹی نہیں کرتا تھا چاہے کتنا ہی ضروری کام کیوں نہ ہوتا۔ میں نے اپنے سر پر سبز سبز عمامہ شریف بھی سجا لیا اور نیکی کی دعوت کی دُھومیں مچانے میں اپنا حصہ ڈالنے لگا۔ میری وجہ سے میرے گھر کا ماحول بھی تبدیل ہوا۔ B.Com کرنے کے بعد میں نے جامعۃ المدینہ میں داخلہ لے لیا، پہلے پہل والد صاحب فرماتے تھے کہ مزید پڑھو یا نوکری کرو! پھر درسِ نظامی کی اجازت دے دی، اس کی سبیل یوں بنی کہ انہوں نے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز فیضان مدینہ میں عاشقانِ رسول کے ساتھ دس دن کا تربیتی اعتکاف کیا، وہاں ان کا ذہن بنا اور انہوں نے مجھے جامعۃ المدینہ میں پڑھنے کی اجازت دے دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ علم دین پڑھنے کے ساتھ ساتھ مدنی کام کرنے کا بھی موقع ملا، ڈویژن سطح پر شعبۂ تعلیم کی ذمہ داری بھی ملی، اپنے گاؤں میں مدنی چینل عام کرنے میں اسلامی بھائیوں کے ساتھ مل کر کوشش کرنے کی سعادت بھی پائی۔ پڑھنے والوں سے التجاء ہے کہ آپ بھی دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں آجائیں، دونوں جہان میں کامیابی نصیب ہوگی اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔ میرے لئے بھی مَدَنی ماحول میں استقامت کی دعا کیجئے۔

اسی ماحول نے ادنیٰ کو اعلیٰ کر دیا دیکھو
اندھیرا ہی اندھیرا تھا اجالا کر دیا دیکھو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

خُلاصۂ کتاب

- توکل کا معنی ہے: اللہ پاک پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اُس کے سپرد کر دینا
- توکل فرضِ عین ہے اور علمِ توکل سیکھنا بھی فرضِ عین ہے
- اَسباب اِختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں
- اَسباب ترک کر کے محض خالقُ الاسباب (یعنی ربِّ کریم) پر بھروسا رکھنا خواص کا توکل ہے
- توکل میں کثیر فوائد اور توکل نہ کرنے میں بہت سے نقصانات ہیں
- انسان اپنا رِزق پائے بغیر مرے گا نہیں
- ربِّ کریم جس کو چاہے زیادہ رِزق دے جسے چاہے تنگ دست کر دے
- صرف رِزق ہی نہیں بلکہ دیگر معاملات میں بھی توکل رکھنا چاہیے
- طاقت ہوتے ہوئے کام کاج چھوڑ کر رِزْق کے انتظار میں بیٹھ جانا جہالت ہے
- رزق عقل سے نہیں قسمت سے ملتا ہے
- رزق اتنا ہی ملے گا جتنا قسمت میں لکھا ہے حرام طریقے اختیار کر کے خود کو ہلاکت پر پیش نہ کیا جائے
- اہل وعیال کو ان کا خرچ دینا ہوگا انہیں توکل پر مجبور نہیں کر سکتے۔

www.dawateislami.net

آخذومراجع

نام کتاب	مطبوعہ	نام کتاب	مطبوعہ
ترجمۂ کنز الایمان	مکتبۃ المدینہ، کراچی	مراٰۃ المناجیح	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
تفسیر کبیر	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ	بریقۃ محمودیۃ	مطبعۃ الحلبی، ۱۳۴۸ھ
در منثور	دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ	دلائل النبوۃ لابی نعیم	مکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۳۰ھ
روح البیان	داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۰۵ھ	دلائل النبوۃ للبیہقی	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
تفسیر صاوی	کراچی ۱۴۲۱ھ	سعادۃ الدارین	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
تفسیر خزائن العرفان	مکتبۃ المدینہ، کراچی	الشفا	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
تفسیر نعیمی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور	احیاء علوم الدین	دار صادر، بیروت
بخاری	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	عیون الحکایات	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
مسلم	دارابن حزم، بیروت ۱۴۱۹ھ	قوت القلوب	دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۶ھ
سنن الترمذی	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	تنبیہ المغترین	دارالکتب المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۵ھ
سنن ابی داوٗد	داراحیاء التراث، بیروت ۱۴۲۱ھ	تذکرۃ الاولیاء	انتشارات گنجینہ ۱۳۷۹ھ
سنن ابن ماجہ	دارالمعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ	حیات اعلیٰ حضرت	دہلی (ہند)
مسند احمد	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	روض الریاحین	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
حلیۃ الاولیاء	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ	تذکرۃ الواعظین	مکتبۃ الحنفیۃ، کوئٹہ
شعب الایمان	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۳۱ھ	المستطرف	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۹ھ
اتحاف الخیرۃ المہرۃ	مکتبۃ الرشد، الریاض، ۱۴۱۹ھ	منہاج العابدین	دارالکتب العلمیہ، بیروت
فردوس الاخبار	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ	فتاوی ہندیہ	دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
مسند ابی یعلی	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ	الحاوی للفتاوی	دارالفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
الموسوعۃ لابن ابی الدنیا	مکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۶ھ	فتاوی رضویہ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور ۱۴۱۸ھ
تاریخ مدینہ دمشق	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ	بہار شریعت	مکتبۃ المدینہ کراچی
الجامع الصغیر	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ	حیاۃ الحیوان الکبری	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ
فتح الباری	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ	صید الخاطر	مکتبۃ نزار مصطفی، ۱۴۲۵ھ
تفسیر صراط الجنان	مکتبۃ المدینہ کراچی	فضائل دعا	مکتبۃ المدینہ کراچی
فیض القدیر	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ	فیضان سنت	مکتبۃ المدینہ کراچی
مرقاۃ المفاتیح	دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ	☆☆☆	☆☆☆

فہرست (Index)

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
ہاتھ کی سُوجن جاتی رہی	3	سوئی، قینچی، ڈول اور رسی ساتھ رکھتے	26
مجھے اپنے آقا پر بھروسا ہے (حکایت)	3	جان خطرے میں ڈالنا جائز نہیں	26
ٹینشن کا علاج	4	میں علاج نہیں کرواؤں گا (حکایت)	27
توکل کرنے والے راحت میں	5	علاج کروانے کا شرعی حکم	28
توکل کسے کہتے ہیں؟	7	ہمارے حق میں کیا بہتر ہے؟	29
توکل کا تفصیلی مطلب	7	متوکل دو طرح کا ہوتا ہے	30
مجھے محتاجی کا خوف کیسے ہوسکتا ہے!	8	ہم کیوں پریشان ہوتے ہیں؟	30
توکل کرنے والا محتاج نہیں ہوگا	8	مہنگائی میں بھی رزق ملے گا (حکایت)	32
پہاڑ ہلنے لگا (حکایت)	9	دانے دانے پہ لکھا ہے (حکایت)	32
توکل فرضِ عین ہے	9	عوام اور خواص کے توکل میں فرق	33
توکل کا علم سیکھنا بھی فرضِ عین ہے	10	تین قسم کے لوگ	33
توکل کیوں ضروری ہے؟	11	توراۃ میں آپ ﷺ کا نام ”متوکل“ ہے	34
توکل کن چیزوں میں ہوتا ہے؟	13	رسولِ اکرم کا توکل (حکایت)	35
ایک کے بدلے دس ملے (حکایت)	15	مَدَنی آقا کی دعا	35
طاقتور، عزت والا اور مالدار بننے کا نسخہ	15	زمین پر رزق تلاش نہیں کروں گا (حکایت)	36
رزق جنگل میں بھی مل جاتا ہے (حکایت)	16	حلوے کے سوا کچھ نہیں کھاؤں گا (حکایت)	38
توکل مومن کا زیور ہے	17	مچھلی اپنی جگہ پر تھی (حکایت)	39
توکل ایمان والوں کی نشانی ہے	18	درندے نے جان بچائی (حکایت)	40
توکل و اسباب کو جمع کرنا افضل ہے	19	نفع و نقصان تقدیر کے لکھے سے ہوتا ہے	40
بغیر کام کئے رزق کا طلب گار جاہل ہے	20	بے خوف مسافر	42
دودھ، شہد پلانے والا فرشتہ (حکایت)	20	توکل بدفالی کا توڑ ہے	43
اَسباب اپنانا توکل کے خلاف نہیں	22	کھانا کب سے خراب ہونا شروع ہوا؟	43
جانور باندھ کر توکل کرو!	22	توکل کو بہت عمدہ پایا (حکایت)	44
روٹیاں کون بھیجتا تھا؟ (حکایت)	23	کب مال جمع کرنا نقصان دہ نہیں؟ (حکایت)	45
آنے والی تکلیف کو ختم کرنا ضروری ہے	24	رزق ضرور ملے گا	46
آسمان سونا چاندی نہیں برساتا	24	نابینا پرندے کا توکل (حکایت)	47
طاقت کے باوجود نہ کمانا توکل نہیں	24	کوّے کا بچہ کیسے پلتا ہے؟	47
جانور کھلا چھوڑ کر توکل کرنا کیسا؟	25	بڑے پیٹ والوں کو بھی رزق ملتا ہے	48

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
اللہ ہر حالت میں رزق عطا فرماتا ہے	49	آج ہی تو صبر کرنا ہے (حکایت)	74
آپ کھاتے کہاں سے ہیں؟ (حکایت)	50	حلال روزی سے محرومی (حکایت)	75
میرا رزق کہاں ہے؟	52	جہاں سے گمان بھی نہیں ہوتا	75
گھر سے باہر نکال دو (حکایت)	53	رزق بھی پہنچ کر رہتا ہے	76
اولاد کو توکل کس طرح سکھایا (حکایت)	53	روٹی کھائے بغیر مر گیا (حکایت)	77
اپنے رب پر توکل کروں گا (حکایت)	54	کیڑے مکوڑوں سے بچنے کا وظیفہ	77
وعدہ پورا کر دیجئے!	55	رزق موت کی طرح ڈھونڈتا ہے	78
پرندوں کی طرح رزق ملے گا	55	رزق خود تلاش میں تھا (حکایت)	78
دو بزرگ اور دو پرندے (حکایت)	56	گزر بسر کی کیا صورت ہوگی؟ (حکایت)	79
رزق عقل سے نہیں قسمت سے ملتا ہے	58	میں توکل کرنے والوں کے لئے کافی ہوں	80
تقویٰ اور توکل اپنانے کا فائدہ	59	وظیفۂ ابراہیمی	80
توکل کی برکت سے قرضہ اتر گیا (حکایت)	59	توکل کامیابی کا نسخہ ہے	81
میں نے اس کا قرض ادا کر دیا	61	پریشانی جاتی رہی (حکایت)	81
قرض چکانے کی پریشانی ختم ہوگئی (حکایت)	61	اہل وعیال کو توکل پر مجبور نہیں کرسکتے	82
دو قسم کے لوگ کامیاب ہوتے ہیں	62	کھانا بچا کر رکھنا پسند نہ فرمایا (حکایت)	83
اللہ والوں پر چار عطائیں	62	سال بھر کا خرچ جمع فرما دیتے	83
ایک متوکل اور دانا بچی (حکایت)	63	توکل کی بنیاد چار چیزوں پر ہے	84
شیطان قابو نہیں پاتا	67	آج روزی دینے والا کل بھی دے گا (حکایت)	84
شیطان سے حفاظت کا وظیفہ	67	صبر و توکل پانے کا نسخہ	86
ڈراؤنے شخص سے نجات ملی (حکایت)	67	شہزادی کا توکل (حکایت)	87
شیطان خدمت کرنے لگا (حکایت)	68	اسباب پر ہی مطمئن نہ ہو جائے	90
رِزق سے محرومی کا ایک سبب	69	اللہ تعالٰی بھول سے پاک ہے	90
جو لکھا ہے وہی پہنچے گا	70	ہمارے حق میں کیا بہتر ہے! (حکایت)	91
جو مقدر میں نہیں وہ کسی طرح نہ ملے گا	71	اپنے تمام کام اللہ کے حوالے کر دو!	91
رزق تمہیں تلاش کرے گا (حکایت)	71	تفویض کی اقسام	93
تم نہ پہنچتے تو یہ تم تک پہنچ جاتی (حکایت)	71	تفویض کیوں ضروری ہے؟	93
اپنا رزق پائے بغیر نہیں مرے گا	72	رب کے حوالے کر دیا (حکایت)	94
بھنا ہوا ہرن (حکایت)	73	بیٹے نے پڑھنا شروع کر دیا (حکایت)	97
بے صبری کا کچھ فائدہ نہیں	74	مجھے فلمی ایکٹر بننے کا شوق تھا	98

www.dawateislami.net

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بندوں کے حُقُوق دنیا ہی میں معاف کروالئے جائیں

یہاں (دنیا میں حقوق العباد) معاف کرالینا سَہل (Easy) ہے قیامت کے دن اس کی اُمید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار نیکیوں کا طلبگار، برائیوں سے بیزار ہوگا! پرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی برائیاں اُس کے سر جاتے کسے بری معلوم ہوتی ہیں!

(فتاویٰ رضویہ 463/24)

978-969-722-139-4
01082101
فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net